۵۷۵۵
عریضۂ خاور

مُناظرہ حیدرآباد دکن

یعنی

عریضہ خاور

موسوم بہ

معروضات مستنیر

بجواب

ارشادات منیر

جس کو

جناب مولوی مرزا ماہ عالم عرف مرزا احمد سلطان گورگانی مصطفوی چشتی دہلوی نے
مسلمانوں کی اصلاح کیلئے تالیف فرماکر

باہتمام

ڈاکٹر حاجی سید زیرک حسین رضی الملقب بہ ضیاء الاسلام مالک مطبع

محمڈن پرنٹنگ ورکس دہلی میں چھپوا کر

شائع کیا۔

عریضۂ خاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علیٰ سید المرسلین وآلہ الطاہرین ۰

امابعد یہ عریضۂ خاور رہے جو بجواب عم معظم مکرم حافظ مرزا محمد منیر الدین صاحب ایدہ اللہ لکھا گیا غرض اسکی محض حفاظت اسلام ہے اور احقاق حق۔ خدا کرے کہ باعث ہدایت خلق ہو واللہ علیٰ کل شئ قدیر۔

عالیجناب عمو صاحب فیض رساں حافظ میرزا محمد منیر الدین صاحب قبلہ مدظلہ۔

آداب نیاز۔ جناب کی بزرگی تو میں پہلے ہی سے تسلیم کیے ہوئے تھا صرف اظہار رشتہ کی کسر تھی تو وہ بھی نوازش نامہ زیر جواب سے حل ہوگئی۔ الحمد للہ۔ آیندہ اس کا التزام رہیگا انشاء اللہ تعالےٰ۔ مجموعۂ سخن شاہزادگان دہلی اگر شائع ہوجاتا بہتر تھا لیکن فی الواقع دقت سے خالی نہیں۔ جانے دیجیے۔ مذہبی مضمون کے باب میں جو جو ارشادات فرمائے ہیں اُنکے جوابات معروضات مستنیر کی سرخی سے پیش کیے جاتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ جناب نے بغیر نقل سوال جوابات تحریر فرمائے ہیں جسکے لطف حقیقی سے محروم رہ گیا نہیں معلوم ہو سکتا کہ میں نے کیا عرض کیا تھا جسکا یہ جواب عنایت ہوا ہے اگر عریضۂ مستنیر کے جواب سے بھی سلسلہ قائم فرمایا جائے تو احسان وکرم ہے۔

ارشاد منیر۔ اسلام پر دو بڑے سخت حملے ہیں مگر خدا کے فضل سے اسلام نابود نہیں ہو سکتا۔ آپکو کسنے مجبور کیا کہ اعتراضات مخالفین کے جوابات دیجیے۔ جواب نہ دینے میں کیا نقصان ہے۔ دینے میں کیا فائدہ۔ سیکڑوں کتابیں رد وتردید میں لکھی گئیں۔

کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ اب آپ کا عظم کیا امور مابہ النزاع کا تصفیہ کر دیگا اگر نہ کریگا تو دماغ
بیہودہ بحث خیال باطل بست کا نتیجہ برآمد ہوگا۔

معروضۂ مشتہر معترضین علے الاسلام کا رد ہر مسلمان پر واجب ہی اور بجہت
محبت اسلام جواب دینے پر ہر کلمہ گو مجبور ہی اور جوابات دینے نہ دینے کا نقصان و فائدہ
اور سیکڑوں کتب رد و تردید کا نتیجہ نہ نکلنا اسکی نسبت یہ عرض ہی کہ ہر زمانہ میں کسی
قوم کے چھوٹے بڑے عالم جاہل نے ملکر مخالف مذہب کی بطور مناظرہ تردید نہیں کی۔
فرداً فرداً کی ہے ویسا ہی اُسکا نتیجہ بھی فرداً فرداً برآمد ہوا ہی لیکن جناب کا منشا رد و تردید
مخالفین سے یہ پایا جاتا ہی کہ جب کسی شخص واحد کا رد کیا جائے تو اُس مخالف کی جملہ ہم عقائد
دہم مذہب کی اصلاح ہو جانی چاہیئے اور اُن سب کو ترک مذہب کرکے اُس ناصح کے
مذہب کو قبول کر لینا ضروری ہی ورنہ رد و تردید کا نتیجہ جناب والا کے نزدیک نہ نکلیگا۔
تو ایسا نتیجہ تو پیغمبران اولوالعزم اور مرسلان شرائع کے نصائح سے بھی نہیں نکلا بلکہ
اکثر مواقع پر بجائے اثر نیک کے یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ پیغمبروں کے معجزات کی مشاہدات کرکے
لوگ اُنکو مجنون و ساحر بتانے لگے اور ہمارے پیغمبر خدا سے ذکر معراج سُنکر بعض صحابہ
مرتد ہو گئے جیسا کہ تاریخ کامل ابن اثیر جزری میں ہی و ارتد اد الناس ممن آمن بہ
وصدق یعنی جن سابقین اولین نے رسالت کی تصدیق کی تھی اور ایمان لائے تھے
وہ مرتد ہو گئے۔ اور ایسے ہی کئی واقعات مدینہ کے ہیں جنکا پتہ ان آیات سے لگتا ہے
ان الّذین اٰمنوا ثمّ کفروا ثمّ اٰمنوا ثمّ کفروا (پارہ ۵) اور یاایّھا الرّسول
لا یحزنک الّذی یسارعون فی الکفر من الّذین قالوا اٰمنّا بافواھھم ولو تؤمن
قلوبھم (پارہ ۶) اور یاایّھا الّذین اٰمنوا من یرتد منکم عن دینہ وغیرہ۔
ہاں بعض پر نصائح مرسلین کا اثر ہوتا تھا ویسا ہی رد و تردید مخالفین کا اثر اب بھی ہوتا
رہتا ہی کہ اُنسے بعض نفوس راہ پر آجاتے ہیں پس رد مخالفین کا اثر اب بھی ہوتا رہتا ہی

کہ اُنسے بعض نفوس راہ پر آجاتے ہیں پس رد مخالفین کا یہی نتیجہ ہے۔

اور جملہ ادیان و ملل کا ایک ہوجانا یا مذہبی امور ما بہ النزاع کا تصفیہ تو مشیت خدا کے خلاف ہے جیسا کہ قرآن میں ہے ولوشآء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ یعنی خدا چاہتا تو سب کو ملت واحد پر کردیتا۔ اور فرداً فرداً شخصی تصفیہ رد و تردید سے ظاہر و باطن ہوتا رہتا ہی جسکے لیے علماء و محبان اسلام جانیں مار مار کر قلم فرسائی کرتے رہتے ہیں پس ایسے نیک کام کی نسبت دماغ بیہودہ بحث و خیال باطل بست جیسے مکروہ الفاظ مناسب نہیں ہاں جن کو محبت اسلام نہیں وہ ان نزاعوں کو فضول بکواس سمجھتے ہیں جناب والا کو ایسے مکروہ الفاظ سے پرہیز چاہیئے۔

ارشاد منیر دونوں حملوں کی آپ نے یہ صراحت کی ہے کہ ایک حملہ عیسائیوں کا قرآن شریف کی تحریف کے متعلق ہی دوسرا حملہ فرقہ شیعہ کا خلفاء کے متعلق ہیں یہ کہتا ہوں کہ پہلے کو اسلام سی تعلق ہی دوسرا حملہ شخصی ہی اسلام سی تعلق نہیں ہی انتہے بلفظہ۔

معروضہ مستنیر من حیث المجموع دونوں حملے اسلام پر ہیں کیونکہ بانی اسلام نے فرمایا ہی اقتدوا بالذین من بعدی ابوبکر و عمر یعنی اقتدا کرو اُنکا جو میرے بعد ابوبکر و عمر ہیں اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ازالۃ الخفاء مقصد اول کے صفحہ ۱۰ میں لکھا ہی «تا آنکہ بعلم الیقین دانستہ شد کہ اثبات خلافت این بزرگواران اصلی است از اصول دین تا وقتیکہ این اصل را محکم نگیرند ہیچ مسئلہ از مسائل شریعت محکم نشود زیرا کہ اکثر احکامی کہ در قرآن عظیم مذکور شدہ مجمل است بدون تفسیر سلف صالح بحل آں نتوان رسید انتہی بلفظہ» لیجیے یک نشد دو بلکہ سہ شد جناب تو معاملہ خلفاء کو غیر اسلام اور شخصی فرماتے ہیں اور محدث ممدوح اُنکی خلافتوں کو اصول دین اسلام فرماتے ہیں اور سلف صالح یہی صرف ذات شیخین کو بتاتے ہیں اور اُنکی خلافت کو خلافت نبوت ماننے کی یہ مجبوری ظاہر فرماتے ہیں کہ اگر نہ مانوں تو مسائل شریعت مستحکم نہیں ہوتے اور قرآن بھی بیکار ہوا جاتا

ہے جسکے حملہ کو آپ کبھی حملۂ اسلام مانتے ہوئے ہیں تو اب فرمائیے کہ یہ دونوں حملے اسلام رہیں یا ایک حملہ۔ چونکہ جناب والا مذہب شیخین رکھتے ہیں اس لیے خلفاء کے حملہ کو غیر اسلام فرمانا درست نہیں۔

ارشاد منیر۔ آپنے لکھا ہے دونوں کی تردید ہونی چاہیئے۔ میں آپسے موافق ہوں بیشک ہونی چاہیئے۔ اور یقین ہی کہ آپکی مزید کوشش سے تمام دنیا میں ایک مذہب ایک خیال ہو جائیگا جہاں تک جلدی ممکن ہو کیجیے۔ انتہیٰ بلفظہ۔

معروضۂ مستنیر۔ خدا کرے کہ جناب والا مجھ سے موافق ہو جائیں تو میں شکر خدا بجالاؤں اور اپنے سچے معین کی بل پر اب سے بہت زیادہ خدمت اسلامی کروں اور تمام دنیا کے ہمخیال ہونیکی نسبت تو میں آیہ ولوشاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ پیش کر چکا ہوں۔

ارشاد منیر۔ آپنے لکھا ہے کہ اسناد جمع کیے مگر تحریف قرآن کی تردید میں ناکامی ہوئی (مگر) حرف استثناء ہی ثابت ہو۔ بمقابلۂ شیعہ آپکو کامیابی ہوئی اور آگے چلکر اسمیں بھی ڈانواں ڈول پائے گئے یہ استثناء سر بسر لغزش ہے اخطو ط میں ایسی لغزشیں تو تالیف و تصنیف میں کیا ہوتا ہوگا کوئی مقوی دماغ دوا استعمال کریں انتہیٰ بلفظہ۔

معروضۂ مستنیر۔ لحن و تصحیف و نقص تحریف کی اسناد جمع کرنا جھوٹ نہیں۔ اگر ارشاد ہوگا تو ملاحظہ میں پیش کیے جائینگے۔ اور جو ارشاد ہوا ہے (مگر) حرف استثناء ہے ثابت ہی تو اس ثابت کو میں نہیں سمجھا اگر اس سے یہ مراد ہی کہ عدم تحریف ثابت ہی تو قرآن مجید کلام الٰہی ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس کی قبل کی کلام الٰہی توریت و انجیل ممکن التحریف تھے جن میں باوجود ہزاراں محافظان معصوم کے امت نے تحریف کر دی دوم قرآن اپنی تحریف پر خود ناطق ہی جیسا کہ معروضات نمبر ۷۔ ۸۔ ۹ سے واضح ہوگا۔ لہٰذا یہ ثابت بہ تکثرت علمائے معتبر کے خلاف ہے۔

اب رہا یہ امر کہ بمقابلۂ شیعہ کامیابی ہوئی اور آگے چلکر اسمیں بھی ڈانواں ڈول

پلٹ گئے تو اسکی نسبت یہ عرض ہو کہ اس ہی ڈانواں ڈول حالت کی تبدیلی اور دفع خلجان کے خیال سے جناب والا سے جنگ نامہ صحابہ کے اسناد طلب کیے تھے لیکن جناب کے بخل شدید نے مجھے اس سے محروم رکھا یا جناب والا بھی علمائے اہلسنت کی طرح اُنسے محروم ہیں یا اکذب الناس واقدی[1] اور محمد بن اسحاق[2] دجال جیسے لوگونکی سندوں سے جنگ نامہ لکھا گیا ہے پس بلحاظ شرم جناب والا واقفکاروں سے اُسے چھپاتے ہیں ۔

ارشاد منیر پہلے خط میں کسی اور کے نام سے میرا مستدس طلب کیا تھا اب اپنا نام ظاہر کیا معلوم نہیں کہ وہ سچ تھا یا یہ سچ ہے ۔ بہرحال ایک بات ضرور غلط ہے انتہی بلفظہ ۔

معروضۂ مستفیر ۔ جناب والا کو شاید معلوم نہیں کہ کذب بیان خلاف واقع کا نام نہیں ہے علمائے اہلسنت نے اُس بیان مطابق واقعہ کو بھی کذب فرمایا ہے کہ جس سے خلق میں فساد پھیلے اور صاحب فتح القدیر نے مسائرہ میں لکھا ہے کہ کذب قبیح بنفسہٖ نہیں اسی سبب سے امکان کذب کا جواز خدا تعالیٰ کی نسبت بھی تجویز کیا ہے اور ہمارے زمانہ میں ایسے کذب کو پولیٹکل چال کہتے ہیں اور یہ بالکل حلال وشیرمادر ہے چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی ازالۃ الخفا مقصد اول کے صفحہ ۲۲۸ میں ہے اگر عمر نے اپنے زمانۂ موت میں یہ نہ کہا ہوتا کہ رسول خدا نے ابوبکر کو خلیفہ (نہیں) بنایا ہے تو کسی کو نہ معلوم ہوتا لیکن جب عمر نے اپنے زمانۂ وفات میں یہ کہا کہ اگر ہم کسی کو خلیفہ بنائیں تو اُسنے بھی خلیفہ بنایا ہے جو ہم سے بہتر تھا (یعنی ابابکر) اور جو نہ بنائیں تو اُسنے بھی خلیفہ

فلولا مقالۃ قالہا عمر عند وفاتہ لم یشک المسلمون ان رسول اللہ صلعم قد استخلف ابا بکر ولکنہ قال عند وفاتہ ان استخلف فقد استخلف من ھو خیر منی وان اترکھم فقد ترکھم من ھو خیر منی فعرف الناس ان رسول اللہ صلعم لم یستخلف احد ۔

نہیں بنایا جو ہم سے بہتر تھا یعنی رسول خدا پس صحابہ نے جان لیا کہ ان دونوں میں سے کسی کو رسول خدا نے خلیفہ نہیں بنایا انتہے محصلاً ۔

[1] امام شافعی نے فرمایا کہ واقدی نے بیس ہزار حدیثیں رسول خدا پر بنائیں (میزان ذہبی) [2] امام مالک محمد ابن اسحاق صاحب سیرۃ کو دجال فرمایا کرتے تھے (الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ) ۱۲

اس سند سے معلوم ہوا کہ شیخین اور اُنکے دوستوں نے عام لوگوں میں یہ مشہور کر رکھا تھا کہ رسول خدا نے ہم دونوں کو اپنا جانشین بنایا ہے پندرہ برس کے بعد جب خلافت کی جڑ مضبوط اور دشمنان پیغمبر قوی ہوگئے اُسوقت عام طور پر معلوم ہوگیا کہ یہ جھوٹی کارروائی تھی۔ پس متبعان شیخین کو کسی جھوٹے پر اعتراض کا حق نہیں۔

شاہ صاحب کی یہ عبارت آب زر سے لکھکر یاد رکھنے کے قابل ہی کیونکہ اس سے پولیٹکل جھوٹ کا جواز ثابت ہوتا ہی۔ الغرض جناب نے دونوں میں سے ایک معروضہ پر بھی اپنا جنگ نامہ نہ دیا افسوس کہ رسول خدا کے بعد سے سنہ ۱۳۱۳ ہجری تک شیعہ اپنے مذہبی مضامین براہ تقیہ عام لوگوں سے چھپاتے رہے اور اہلسنت چودھویں صدی میں بتقیہ شیعوں سے اپنے مذہبی مضامین چھپانے لگے۔ سچ ہے از ماست کہ بر ماست۔

ارشاد منیر۔ عیسائیوں کی تردید کی آپکو ہمت نہ ہوئی بہت دور اندیشی سے کام لیا ورنہ عیسائیوں کے مقابلہ میں جو لوگ کچھ لکھتے ہیں اُن میں سے بعض کے محبوس ہونے کا ذکر آپ نے بھی سُنا ہوگا اور جوابات لکھنے کے واسطے لاکھوں روپیہ کے کتب خانہ کی ضرورت ہے صرف ہلدی کی گرہ پر پنساری کی دوکان ٹھیک نہیں۔ کیا تمام دنیا کی کتابیں آپ دیکھ چکے جو یہ لکھا کہ کسی کتاب سے پتہ نہیں چلتا۔ آپ کے پاس ہونگی تو چند کتابیں ہونگی اُن سے کام نہیں نکل سکتا اور معاش کے سبب وسیع کتب خانہ ممکن نہیں ایسی صورت میں یا کسی کتاب سے نقل مطالب کیجائیگی یا کسی سے سُنا جائیگا تو وہ بقید تحریر آئیگا۔ انتہی بلفظہ

معروضہ مستنیر اگر میں اپنے عریضہ کی نقل رکھ چھوڑتا یا جناب والا اُسکو نقل فرماکر جواب دیتے تو میں ان مطاعن کا جواب دیتا یا جناب سے مکابرہ مقصود ہوتا تو کچھ عرض کر دیتا لیکن ہاں دنیا کی تمام کتب کی نسبت یہ عرض ہی کہ ایسا مقدور تو دنیا کی کسی عالم متبحر کو میسر نہیں ہوا اور نہ کسی قطعۂ ارض کے بادشاہ کو تاہم دنیا میں رد و تردید کا سلسلہ جاری ہی اور تا قیامت رہیگا۔ اب رہا میرا یہ کہنا کہ کسی کتاب سے پتہ نہیں چلتا تو یہ فقرہ بزبان علماء معتبر ہے

لیا تتبع کتب معتبرہ کا وثوق جو اعلےٰ کتب مذہبی کی سیر شبا روزی سے میسر ہوا ہے۔ اب رہا نقل مطالب کسی کتاب سے نقل کرنا تو نقل سے دنیا کی کوئی کتاب بلکہ کوئی تحریر خالی نہیں خواہ وہ ارضی ہو یا سماوی۔ اور جو کسی سے سُنا مطلق بے اعتبار ہے تو ایسے خیال کا شخص انسانیت سے نہیں بلکہ حیوانیت سے بھی خارج ہے۔

ارشاد منیر دیکھئے صحاح ستّہ کو فالنامہ بنا رکھا ہے۔ قرآن شریف پر قیاس توراۃ کا صحیح نہیں اور نیز دوسرے قیاسات بھی صحیح نہیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں کئی صحابہ کو حفظ ہو گیا تھا۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے انّا نحن نزلنا الذکر و انّا لہ لحافظون یعنی قرآن شریف ہم نے اُتارا اور ہم اُسکے محافظ ہیں انتہےٰ بلفظہ۔

معروضہ مستفسر۔ خدا تعالےٰ اہل ایران و توران وغیرہم کے درجات عالی کرے کہ اُنہوں نے مصائب سفر اُٹھا اُٹھا کر اور رقد ماہ کے اجزاء احادیث و موطاء و مسندات سے انتخاب کر کر کے احادیث و سیر جمع و تالیف کیں جو آج مسلمان قال اللہ و قال رسول و قال فلان ابن فلان کہہ رہے ہیں اور جو یہ فالنامے نہوتے تو مسلمان درگور تو ہو ہی چکے تھے مسلمانی در کتاب بھی نہ رہتی اور قرآن شریف پر توریت کا قیاس صحیح نہ ہوتا بلکہ دوسرے قیاسات کا بھی صحیح نہ ہونا جو ارشاد ہوا ہے تو جناب سے یہ دعوےٰ بے دلیل لکھا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ قرآن کیا توریت و انجیل کی طرح کلام الہی نہیں پس جب اُن میں تحریف ہو گئی تو کیا اس میں تحریف ممکن نہیں دوم یہ قرآن و احادیث کے بھی خلاف ہے۔ ملاحظہ فرمائیے تحریف قرآن کی پیشین گوئیاں یریدون ان یبدلوا کلام اللہ قرآن میں موجود ہیں یعنی وہ لوگ کلام الہی کے بدلنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ اور اب احادیث کی طرف توجہ فرمائیے۔

تفسیر کشاف میں ہے آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا تم بنی اسرائیل کی قوموں سے بہت مشابہ ہو بیشک تم اُنکے قدم بقدم	انتم اشبہ الامم بنی اسرائیل لترکبن طریقتہم حذو النعل بالنعل والقذۃ بالقذۃ غیر لا ادری اتعبد العجل ام لا۔

چلوگے مگر میں یہ نہیں جانتا کہ تم گوسالہ پرستی بھی کروگے یا نہیں انتہی محصلاً۔

ترمذی جلد دوم میں عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ میری امت پر وہی زمانہ آئیگا جو بنی اسرائیل پر آیا تھا یہ بالکل اُنکے قدم بقدم چلینگے حتے کہ اگر کسی بنی اسرائیل نے اپنی ماں سے برا کام باعلان کیا ہے تو میری امت میں بھی ایسا شخص ہوگا جو یہ کام کرے انتہی محصلاً۔

قال قال رسول اللہ صلعم لیاتین علی امتی ما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان منہم من اتی امہ علانیۃ لکان من امتی من یصنع ذلک۔

مشکوٰۃ کتاب الرقاق باب تغیر الناس صفحہ ۳۰۳ میں بحوالہ صحیحین ابی سعید آنحضرت نے اپنے اصحاب سے فرمایا بیشک تم اپنے اگلوں کے طریق پر چلوگے بالشت ساتھ بالشت کی ہاتھ ساتھ ہاتھ کے (یعنی بجمیع وجوہ موافقت کروگے) یہانتک کہ اگر وہ سوسمار کے سوراخ میں گئے ہیں تو تم بھی جاؤگے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اگلوں سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں آپ نے فرمایا اور کون انتہے محصلاً۔

قال رسول اللہ صلعم لتتبعن سنن من قبلکم شبر الشبر و ذراعا بذراع حتی وادخلوا جحر ضب تبعتموہم قیل یا رسول اللہ الیہود و النصاری قال فمن۔

اب ان احادیث متواترہ کو قرآن سے تطبیق دیجیے دیکھیے سورۂ انشقاق میں ہے فلا اقسم بالشفق واللیل وما وسق والقمر اذا اتسق لترکبن طبقا عن طبق یعنی میں قسم کھاتا ہوں شفق شام کی اور رات کی جسنے جمع کیا اور چاند کی جب پورا ہوا البتہ تم چلوگے اُنکے قدم بقدم انتہی محصلاً پس اب نتیجہ نکالیے کہ اب قرآن میں تحریف ہوئی یا نہیں اور اس مقام پر لطف خاص یہ بھی ہے کہ جامعان و کاتب قرآن قبل اظہار اسلام یہودی تھے اور بعد قبول اسلام حضرت فاروق اور حضرت عثمان کو یہودیت سے رغبت رہی چنانچہ زمانۂ پیغمبر خدا میں حضرت فاروق کا یہ قصہ مندرجہ صحاح وغیرہ مشہور بین العلماء ہے کہ ایکدن حضرت فاروق آنحضرت کو سنانے کیواسطے توریت لائے اور سنانے لگے آنحضرت کا چہرۂ مبارک سرخ ہوگیا۔ حضرت ابوبکر نے جتایا کہ اے عمر یہ کیا حرکت ہے اُس موقع پر

والذی نفسی بیدہ لو بدا لکم موسی فاتبعتموہ وترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل۔

آنحضرت نے فرمایا اُسکی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہی اگر موسیٰ ظاہر ہو جائیں تو تم اُن کی پیروی کروگے اور مجھے چھوڑ دوگے پس تم گمراہ ہو جاؤگے! انتہے محصلاً باوجود اس امتناع شدید کے حضرت فاروق کی رغبت توراۃ سے قطع نہیں ہوئی چنانچہ اتقان سیوطی صفحہ ۱۵ میں ہے

زمانۂ خلافت میں حضرت فاروق توراۃ سننے یہود کے پاس جایا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت عثمان کو مذہب یہود سے رغبت تھی چنانچہ آپنے

ان عمر یاتی الیہود فیسمع منہم التوراۃ۔

توریت کا ترجمہ زبان عربی میں کیا تھا اور اس ترجمہ کے کاتب و مبیض بھی زید بن ثابت تھے جو کاتب قرآن تھے۔

دوم نائلہ یہودن آپکی زوجہ ملوکہ عثمانی میں زندہ اور صاحب اولاد موجود تھی جسکے بطن کی اولاد سے آپکی نسل دنیا میں پھیلی۔ غالباً انہی وجوہ پر حضرت عائشہ نے اقتلوا نعثلاً قتل اللہ نعثلا کہا ہو تو تعجب نہیں اور اس خیال و مذاق کے اور بھی بکثرت صحابہ تھے کیونکہ الناس علیٰ دین ملوکھم چنانچہ ایسے لوگوں کو حضرت ابن عباس توریت کی تحصیل و رغبت سے روکتے تھے اور فرماتے تھے کہ قرآن میں کیا کچھ نہیں جو تم لوگ توریت کی باتیں سیکھتے ہو (بخاری) اور کعب احبار یہودی زمانۂ فاروق میں ایسا عالم متبحر تھا کہ اُس سے بکثرت صحابہ علم دین سیکھتے تھے۔ ان تطبیقات کے علاوہ حضرت موسیٰ سے قرآن میں آنحضرت کو پوری تشبیہ دیگئی ہے اور آنحضرت نے اپنی امت دعوت کو یہود سے تشبیہ دی ہی۔ پس ان مجموعہ اسناد پر دعوے سے کہا جاتا ہے کہ جو شخص سچا مسلمان ہے وہ خدا و رسول کی ان قسموں کو سچا جانکر تحریف قرآن کا قائل و معتقد ہوگا اور جو بہ تکلف مسلمان ہی وہ قرآن کو تحریف سے محفوظ سمجھیگا۔ اچھا اب آیہ لترکبن طبقا کی تفسیر ملاحظہ ہو۔ فخر رازی نے لکھا ہے ان یکون المعنی لترکبن سنت الاوّلین من کان قبلکم فی التکذیب بالنبوۃ والقیامۃ یعنی لترکبن کے یہ معنی ہوئے کہ بیشک تم امم سابقہ کے طریق پر چلوگے تکذیب نبوت و قیامت میں! انتہیٰ۔

پھر اسی وجہ رابع میں فخر رازی نے لکھا ہے کانہ خطاب للمسلمین بتعریف تنقل الاحوال بھم یعنی یہ خطاب ہے مسلمانوں سے اُنکے احوال کو متغیر ہونے میں انتہٰی۔ اور صاحبان مدارک وکشاف نے بھی اسی کے قریب قریب لکھا ہے اور تاج العروس شرح قاموس میں علامہ اعرابی کا قول ہے الطبق الامۃ بعد الامۃ یعنی الطبق کے معنی اُمۃ بعد اُمت کے ہیں پس ان دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ کے سمجھنے کے بعد قول خدا یحرفون الکلم عن مواضعہ شاہد ہے جسکے یہ معنی ہیں کہ یہود یعنی کلمات توریت کو اُنکی جائے سے ہٹاتے ہیں اور لترکبن طبقا عن طبق کو تطبیق دیجیے اور دیکھیے کہ توریت کا قیاس قرآن پر ہو سکتا ہے یا نہیں۔

قیاس وہاں مقبول ہوتا ہی جہاں نص نہو اور یہاں قرآن میں تحریف ہونیکے نصوص موجود ہیں پس قیاس مردود ہے۔

مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے کچھ نظائر بربادی قرآن کے پیش کیے تھے منجملہ سورۂ بقر کے آیۂ امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون کل امن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ۔لا نفرق بین احد من رسولہ پیش کی تھی جس سے یہ ظاہر کیا تھا کہ فقرہ لا نفرق بین احد من رسلہ فقرات ماقبل کے سیاق معنی سے بالکل جدا ہے پس اسکا جواب جناب والا نے کچھ نہیں دیا۔

اچھا دو آیہ اور بھی ملاحظہ ہوں ایک آیہ سورۂ نساء وان خفتم ان لا تقسطوا فی الیتمیٰ فانکحوا ما طاب لکم من النسآء مثنیٰ وثلاث وربٰع کہ اسمیں شرط تو یہ ہے کہ اگر تم کو خوف ہو اس بات کا کہ تم یتیم عورتوں سے عدل نہ کر سکو اور جزا اُسکی یہ کہ پس کرو تم نکاح جس عورت سے چاہو دو دو تین تین چار چار پس اس شرط وجزا میں کوئی مناسبت نہیں کیونکہ قابل جماع عورت صفت یتیم سے خارج دوم عدالت تمام ازدواج سے کرنی پڑیگی یتیم وغیر یتیم کی قید بے ضرورت ہے۔

دوسرے آیہ سورہ مائدہ اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا
ملاحظہ فرمایئے کہ جس آیت میں اس فقرہ کو ٹھونسا ہے اُس جگہ پر یہ فقرہ بے ربط ہے اسی سبب سے
فخر رازی و ابو سعود نے اس فقرہ کو جملۂ معترضہ لکھا ہے الغرض قرآن میں ایسے اسقام
اور بھی ہیں جن سے دعوائے قرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا
ٹوٹتا ہے اور تحریف بھی ثابت ہوتی ہے۔

پیغمبر خدا کے زمانہ کی حفاظت کا جو ارشاد ہوا ہے وہ بیشک درست ہے لیکن جامعان ثلاثہ میں
سے نہ کوئی حافظ قرآن تھا نہ ماہر قرآن اور نہ کاتب قرآن حافظ و ماہر تھے بلکہ محرف قرآن
تھے چنانچہ کنز العمال میں ہے۔ ایک دن حضرت عمر ہمراہ ابی بن کعب زید بن ثابت کے
گھر گئے بعد اذن داخل مکان ہوئے اُسوقت زید کا سر اُنکی لونڈی کے ہاتھ میں تھا۔
اور وہ کنگھی کر رہی تھی زید نے اپنا سر اُسکے ہاتھ سے الگ کر لیا اور کہا آپنے مجھے ہی کیوں نہ بلا لیا۔

حضرت عمر نے فرمایا یہ وحی نہیں کہ جس میں اپنے دل سے کچھ گھٹاتے بڑھاتے رہو ہم ایک مشورہ کرنا چاہتے ہیں اگر اُس رائے میں شریک ہو تو بہتر ورنہ کچھ حرج نہیں پس	فقال عمر لیس ھو بوحی حتی تزید فیہ او تنقص انما ھو شئ نتراء ولان رایتنی وافقنی تبعتہ والا لایکن علیک شی فابی زید فخرج مغضبا۔

زید نے اُس رائے سے انکار کیا اور عمر وہاں سے غضبناک نکلے انتہی محصلاً۔

مقام غور ہے کہ جب حضرت فاروق کو کاتب قرآن کی یہ صفت معلوم تھی کہ وہ کلام خدا میں
زیادتی و نقصان کرتا ہے اور پھر اُسی کو اپنی زندگی تک عہدۂ کتابت پر مامور رکھا اور پھر عثمان غنی
نے بھی اُسی محرف قرآن کو کاتب قرآن بنایا اس سے ثابت ہوگیا کہ جامعان قرآن ہی محرف قرآن
تھے ورنہ کاتب کی کیا مجال تھی کہ بادشاہ وقت کے خلاف کتابت قرآن کرتا۔

جامعان قرآن قرآن سے ایسے نابلد تھے کہ جب جنگ یمامہ میں کئی سو حفاظ مارے جا چکے جس سے
قرآن کے ضائع ہونیکا اندیشہ صرف حضرت فاروق کو ہوا اور جمع قرآن کیلئے کمیٹی ہوئی اور بعد

کدوکاوش حضرت فاروق کی رائے پاس ہوگئی تو حضرت فاروق درمسجد پر جا بیٹھے اور آنے جانے والوں سے پوچھ پوچھ کر آیات قرآنی جمع کرانے لگے۔ دوم جو حفاظ جنگ یمامہ وغیرہ میں شہید ہوچکے تھے اُنکی یاد کی بعض آیات وسورہ اُنکے ہی ساتھ دفن ہوگئیں۔ سوم حفاظ مشہور کہ جن سے قرآن سیکھنے کا حکم پیغمبر خدا نے دیا تھا یعنی ابی بن کعب۔ عبداللہ بن مسعود۔ معاذ بن جبل۔ سالم مولے حذیفہ۔ ان میں سے کسی کو جمع قرآن میں شریک نہیں کیا گیا۔ اور نہ حضرت علیؑ کو اور نہ ان حضرات سے پوچھا نہ مشورہ کیا گیا۔ چہارم ہر آیت کی پیش ہونے پر دو گواہ طلب کیے جاتے تھے کسی اکیلے صحابی کی پیش کردہ آیت جمع قرآن نہ کیجاتی تھی۔ بس اسی طریق پر قرآن تخمیناً چودہ سال تک جمع ہوتا رہا اور اُسی قرآن ناقص کی ہزاروں نقلیں ہوتی رہیں ابھی کامل نہ ہوا تھا کہ حضرت فاروق کا انتقال ہوگیا محققین کے نزدیک ان ناقص قرآنوں کی تعداد ایک لاکھ کے قریب تھی پھر خلافت عثمانی کے چند سال گزرنے پر کاتب قرآن زید بن ثابت کی تحریک کے سبب اُسی طریق اور ترکیب سے مکرر قرآن جمع ہونا شروع ہوا یعنی وہی ایک ایک سے پوچھ پوچھ کر اور اس دفعہ بھی پھر وہی زید محرف قرآن کاتب قرآن بنائے گئے اور حفاظ صحابہ شریک جمع قرآن نہیں کیے گئے بلکہ ایک ناواقف قرآن غیر قریشی کاتب قرآن کا مددگار بنایا گیا اگر حضرات شیخین پیغمبر خدا کے لکھوائے ہوئے قرآن یا حفاظ صحابہ کے کسی قرآن کی نقل کرا دیتے جو پیغمبر خدا کے زمانہ کے لکھے ہوئے تھے تو شبہہ و احتمال کی گنجائش نہ ہوتی یا حضرت عثمان ہی شیخین کی نقول کرا کے ممالک میں تقسیم کرا دیتے مگر ایسا نہیں کیا گیا بلکہ کتب کثیرہ سے واضح ہوتا ہے کہ جو کسر شیخین سے رہ گئی تھیں اُنکو حضرت عثمان نے پورا کیا۔ پھر اس غضب پر اور یہ اضافہ ہوا کہ زمانہ معاویہ میں مروان بن الحکم نے ام المومنین حفصہ کے انتقال کے بعد عبداللہ ابن عمر سے شیخین کا جمع کیا ہوا قرآن طلب کر کے پہلے اُسے پرزے پرزے کیا اور پھر اُسے جلا ڈالا۔ (ابی داؤد۔ کنز العمال صفحہ ۲۷۹، درمنثور جلد ۶ صفحہ ۲۵۶)

یہ یاد رہے کہ سلف صالحین میں سے حضرات شیخین محرق احادیث رسول اللہ تھے اور حضرت

عثمان و مروان محرق کلام اللہ۔

اول صحابہ عموماً زشت خط تھے جس خط کی تقلید نبر گا برسوں ہوتی رہی (مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۳۹۲) دوم جنگہائے کثیرہ میں جو لوگ مارے گئے اُنکی یاد کا قرآن ہاتھ نہ آیا نہ اُن کا کہ جنہوں نے ترک مدینہ کیا سوم بزمانہ عثمان جمع قرآن میں جو حروف سہو کتابت سے رہ گئے جنکی نسبت حضرت عثمان نے فرمایا تھا کہ عرب خود درست کرلینگے اُنکی درستی کی کوئی خبر کسی کتاب میں نہیں چہارم جو قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا تھا جیسا کہ صحاح وغیرہ میں ہے اُسکو حضرت عثمان نے گھٹا کر ایک حرف پر کردیا جسکی شکایت قاتلان و بلوائیان عثمان نے یہ کی تھی قالوا نقمنا علیک انک جعلت الحروف حرفاً واحداً یعنی صحابہ نے کہا کہ ہم اس بات کا بدلا لیتے ہیں کہ تو نے کئی حرفوں کو گھٹا کر ایک حرف رہنے دیا (ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۲۴۱) پنجم بلا امتیاز تقدیم منسوخ و تاخیر ناسخ قرآن کو خلط ملط کردیا چنانچہ تاریخ کامل ابن اثیر جزری جلد ۴ صفحہ ۶۵ میں ہے کہ عبداللہ بن زبیر کے سامنے عثمان کی یہ شکایت پیش کی جب لوگوں نے عثمان کو خلیفہ بنایا تو انہوں

ثم ان الناس استخلفوا عثمان فحمی الاحماء واثر القربی واستعمل الفتی ورفع الدرۃ ووضع السوط ومزق الکتاب۔

نے چراگاہوں کو اپنے لئے خاص کرلیا یعنی صرف خاص بنالیا اور اپنے رشتہ داروں کو حاکم بنایا اور دُرّہ موقوف کرکے کوڑا ایجاد کیا اور کتاب خدا کو پارہ پارہ کیا انتہے محصلاً۔

ششم جمع قرآن عثمانی کے تخمیناً پچاس سال بعد بزمانہ عبدالملک بن مروان نصر بن عاصم نے حروف قرآن پر نقطے ایجاد کئے۔ ہفتم حجاج بن یوسف ثقفی ظالم امیر عبدالملک نے الفاظ قرآن پر اعراب لگائے (دیکھو وفیات الاعیان ابن خلکان جلد اول صفحہ ۱۲۵) اور پھر مختلف زمان و مکان میں رکوع۔ ربع۔ نصف اور اقسام اقسام کے علامات آیات قرآن ایجاد ہوتی رہیں پس قرآن مشہور کی ابتدائے نزول سے صدی دوم تک کی یہ نہایت مختصر تاریخ ہے۔

نکتہ قابل غور

ابجد العلوم نواب صدیق حسن خاں کی صفحہ ۵۷۲ میں ہی کہ متوکل باللہ عباسی نے اپنے
عامل کو لکھا ہی کہ جتنے ذمی تمہارے ہاں ہیں اُنکا شمار کر کے لکھو لیکن سہو کاتب سے بجائے احص کے
اخص لکھا گیا اور اخص کے معنی خصی کرنا پس عامل نے تمام ذمیوں کو خصی کرنا شروع کیا جو کئی ہزار
تھے وہ سب مرگئے صرف دو بچے انتہے پس غور فرمائیے کہ ایک نقطہ کی غلطی سے کتنے خون ناحق ہو گئے اور
جس صورت میں کہ قرآن پر نقطے اور اعراب لگانے والے دشمنان عترت رسول تھے تو انہوں نے کن کن
فضائل پیغمبر و علی و حسنین کا خون نہ کیا ہوگا کہ جن میں سے بعض کا دعوی آج شیعہ و سنی کرتے ہیں
اور مخالف سنیت کے سبب ہم اُن سب کو کافر جانتے ہیں۔

بکثرت دھوکہ باز مولوی قرآن کے محفوظ رہنے کی سند میں آیہ انا نحن نزلنا الذکر و
انا لہ لحافظون پیش کرتے ہیں حالانکہ ضمیر لہ پیغمبر خدا کی طرف راجع ہی چنانچہ معالم التنزیل
بغوی کی صفحہ ۵۰۵ تفسیر آیہ مذکور میں لکھا ہی:- لفظ لہ میں ضمیر ہا راجع ہی پیغمبر خدا کی
طرف یعنی خدا نے فرمایا کہ ہم پیغمبر کے محافظ
ہیں اُن لوگوں سے جو بدی کا ارادہ کرتے ہیں
جیسا کہ واللہ یعصمک من الناس میں
فرمایا یعنی اے محمد اللہ بچائیگا تجھے لوگوں سے انتہے محصلاً۔

وقیل الھاء فی لہ راجعۃ الی محمد ای لمحمد
حافظون ممن ارادہ بسوء کما قال جل
ذکرہ واللہ یعصمک من الناس۔

اور تفسیر کبیر نے جلد پنجم صفحہ ۳۸۰ مسئلہ رابع تحت آیہ مذکور میں تو اس دھوکہ بازی کا خاتمہ
ہی کر دیا ہی یعنی صاحب تفسیر مذکور نے فرمایا کہ آیہ موصوف سے حفاظت قرآن کا دعوی مہمل ہی
کیونکہ اس سے لازم آتا ہی ایک شی کا ثابت کرنا اُسی شی سے یعنی یہ دور ہی اور دور باطل ہی الغرض
اسلام کی اعلے طبقہ کی مفسرین نے آیہ موصوف میں لحافظون کو متعلق بہ پیغمبر بیان کیا ہی چونکہ
اس آیہ کی معنی و مراد میں عام غلطی پھیل گئی ہی اسلیئے اسکی کچھ صراحت کر دی جاتی ہی۔

احتمالات عقلی

احتمال اول آیہ انا نحن نزلنا الذکر میں ذکر سے مراد پیغمبر خدا ہیں اور ایسا خطاب آنحضرت کی

نسبت اور بعض آیہ سے بھی معلوم ہوتا ہی چنانچہ سورہ طلاق میں ہے کہ بیشک اللہ نے اُتارا

تمہاری طرف رسول وہ تمپر اللہ کے آیات ظاہر پڑھتے ہیں انتہے محصلاً۔

قد انزل اللہ الیکم ذکراً رسولاً یتلوا علیکم آیات اللہ مبینٰت۔

اس آیہ میں باتفاق مفسّرین ذکر سے مراد پیغمبر خدا ہیں۔ اسی طرح آیہ انا نحن نزلنا الذکر میں بھی ذکر سے مراد آنحضرتؐ ہیں اور اُنسے ہی لحافظون متعلق ہو اور اُس وعدہ کے مطابق قیام مکہ زمانہ ہجرت۔ بدر۔ احد خندق۔ حدیبیہ۔ فتح خیبر حنین۔ تبوک وغیرہ مقامات میں خدا نے پوری حفاظت کی اور وہ وعدہ پورا ہوچکا لہذا قرآن مشہود سے لحافظون متعلق نہیں۔

احتمال دوم۔ بالفرض اگر ذکر سے مراد قرآن ہی تو لحافظون متعلق بہ نسیان پیغمبر ہے یعنی جو آیات بموجب آیہ نزل بہ الروح الامین علی قلبک قلب پیغمبر پر نازل ہوئیں تو فی الحقیقۃ لحافظون اُنہی سے متعلق ہی اور پیغمبر خداؐ اُسے بھول نہیں سکتے کیونکہ اُنکا خدا محافظ ہی اور پیغمبرؐ کے نہ بھولنے کا ثبوت سورہ اعلےٰ میں ہی سنقرئک فلا تنسیٰ یعنی پڑھائینگے تم کو اے محمدؐ پس تم نہ بھولوگے پس اسی سبب پیغمبر خداؐ اُسے نہ بھول سکے اسوجہ سے لحافظون کا وعدہ صحیح ہی لیکن ایفائے وعدہ کی یہ صورت ہمارے موافق ہی اور جناب و الا کے مخالف کیونکہ آپکا خیال بعد پیغمبر خدا قرآن مشہود کی حفاظت کا ہی کیونکہ آپکے علماء تو اسکے قائل نہیں کہ رسول اللہ ایک پورا قرآن بھول گئے جیسا کہ شرح اصول بزدوی میں ہی۔

احتمال سوم۔ بالفرض اگر ذکر سے مراد قرآن ہو تو وہ لوح محفوظ میں محفوظ ہے جیسا کہ سورہ بروج میں ہی بل ھو قرآن مجید فی لوح محفوظ۔

احتمال چہارم۔ اگر حفاظت قرآن سے مراد وہ قرآن ہی جسکی نسبت پیغمبر خداؐ نے فرمایا ہے میں تم میں دو قابل قدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا دوسرے اپنی عترت اگر ان سے تم متمسک رہوگے تو گمراہ نہ ہوگے اور یہ دونوں

انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض۔

آپس میں جدا ہونگے حوض کوثر تک لنتہیٰ محصلاً۔

پس لن تاکیدی بتاتا ہی کہ قرآن اہلبیت سے ہرگز جدا ہوگا اور قیامت تک اُنکے ہی ساتھ رہیگا پس وہ قرآن محفوظ ہے نہ کہ قرآن مشہود۔

نکتہ بکثرت علماء اہلسنت اور دارمی نے اپنی سُنن میں حضرت حسان بن ثابت سے روایت کی ہی کہ جسطرح جبرئیلؑ پیغمبر خدا پر قرآن نازل کرتے تھے اُسی طرح حدیث سکھاتے تھے انتہیٰ محصلاً | قال کان جبرئیل ینزل علی النبی بالسنة کما ینزل علیه القرآن۔

اور اس حدیث کی تطبیق سورۂ نجم کی آیات وما ضل صاحبکم وما غوی وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی سے ہوتی ہے چونکہ ان محکمات سے ثابت ہی کہ پیغمبر خدا کا ارشاد ارشاد خدا ہی اور ارشاد خدا ارشاد پیغمبرؐ لہذا اس قطعی الدلالت سے ثابت ہوگیا کہ حسب ارشاد لن یفترقا حتی یردا علی الحوض قرآن عترت ہی کے ساتھ ہی اور اُنکے ہی پاس رہکر تحریف سے محفوظ ہے۔

احتمال پنجم۔ اگر عترت والی قرآن کی حفاظت ہوگئی تو خدا کی حفاظتِ قرآن ثابت ہوگئی۔ اور اگر لحافظون سے مراد تمام موجودہ قرآنوں سے ہی تو قرآن کی غلط کتابت سے بھی حفاظت باطل ہوجاتی ہی اور ایسے قرآن دنیا میں بکثرت ہیں کہ جن میں کتابت کی غلطیاں ہیں اس سے ثابت ہی کہ قرآن مشہود سے لحافظون متعلق نہیں۔

احتمال ششم۔ اگر درحقیقت لحافظون قرآن مشہود سے متعلق ہی تو ایسے عقیدے کے لوگونکو قرآن کی تصحیح کی ضرورت نہیں اُسکو خدا پر چھوڑ دینا چاہئے خدا اپنے ذمہ کی آپ درستی کرلیگا انسان ضعیف البنیان امداد خدا کا مکلف نہیں اور جو کوئی شخص قرآن عظیم کی تصحیح کا ارادہ کرے تو وسوسۂ شیطانی ہے۔

جناب عمو صاحب قبلہ غور فرمائیے کہ باستثناء جناب امیر جملہ صحابہ کے قرآن اور جناب عبداللہ بن مسعود کا قرآن جو زمانہ پیغمبر کا جمع کیا ہوا تھا یہ سب اور نیز حالک

دور دست کی قرآن جو آبادی مدینہ کے باہر چھ ماہ تک جمع ہوتے رہی جنکی تعداد لاکھوں تھی پھر یہ سب ایک دفعہ ہی جلادیئے گئے جسکے شعلے آسمان تک بلند ہوئے اور کئی دن تک وہ آگ نہ بجھ سکی اور خدا صاحب باوجود وعدہ لحافظون کے اتنا نہ ہو سکا کہ دو چھینٹے پانی کے برسا کر اُن قرآنوں کو جلنے سے بچاتے اور اپنی حفاظت کا وعدہ پورا کرتے اب ہم پوچھتے ہیں کہ ان قرآنوں میں آیہ شریفہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون تھی یا نہ تھی، اگر تھی تو خدا پر غلبہ عثمانی ثابت اور خدا کی مجبوری یا وعدہ خلافی ظاہر اور جو یہ آیت اُن قرآنوں میں نہ تھی تو الحاقی ہے جس سے حفاظت قرآن کا استدلال لغو ہے۔

نکات بدیہی بطور دفع دخل

۱۔ قرآن محرف ہونے سے مقدوح نہیں ہو سکتا کیونکہ بحیثیت تنزیل ممدوح ہے۔

۲۔ محکمات قرآن کم نہیں ہوئے صرف مفصلات کم ہوئے یعنی بعض فضائل پیغمبر اور اکثر فضائل عترت اور جملہ اسمائے منافقین و کفار باستثنائے ابولہب بنظر صیانت خلافت کم کر دیئے گئے جنکے گواہ کتب تفاسیر و صحاح وغیرہ ہیں پس محکمات سے ہمیر حجت خدا ثابت ہے اور ائمہ اطہار اور اُنکے پیرو محکمات قرآن ہی سے کام چلاتے رہے اور اُنہی کے اشارات کی مفصلات کا پتا دیتے رہے جیسا کہ سمر وفہ ۹ سے معلوم ہوگا پس محکمات قرآن کے محفوظ رہنے پر کہا جائیگا کہ قرآن محفوظ ہے کیونکہ لفظ حفظ مطلق ہے اگر بعض قرآن کی حفاظت ہو گئی تو قرآن مشہود کی حفاظت ثابت ہو گئی۔

۳۔ اگر کمی قرآن کو قدح ایمان و اسلام قرار دیا جائے گا تو جو صحابہ قبل نزول آیۂ اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا مر گئے یا راہ خدا میں شہید ہو گئے تو وہ سب ناقص الایمان قرار پائینگے کیونکہ اُن سب کی وفات کے بعد قرآن کامل ہوا تھا۔

۴۔ اگر محرفان کلام الٰہی کو خارج عن الاسلام قرار دیا جائیگا تو یہود کو مذہب موسوی سے خارج اور خدا پر جھوٹی نسبت موسویت کی لگانیکا الزام قائم ہوگا ہاں محرفان کلام الٰہی

کی اتنی تنقیص ضرور کرنی پڑیگی کہ اُنکو اُمتِ دعوت میں شمار کیا جائیگا نہ اُمتِ اجابت میں۔

۵۔ قرآن اور ایمان و اسلام میں بحیثیت ظاہر ضروری ملازمت نہیں کیونکہ قبل نزول کروڑوں مومن گزرے ہیں جیسا کہ قرآن سے ثابت ہے۔

اور نہ کتب عقائد میں قرآن کے ناقص یا کامل ہونے پر عقیدہ رکھنے کی شرط ایمان و اسلام ہے صرف کتب اربعہ کو منجانب اللہ جان لینا کافی ہے۔

چونکہ بربادی قرآن کا دعوےٰ بغیر بحث تحریف کے ثابت نہیں ہو سکتا اسلیے بطور اجمال وہ بھی لکھدی جاتی ہے۔

بحث تحریف

تحریف گردانیدن سخن و چیزے را از وضع و حالت خود (غیاث اللغات ص ۹۳) اور ایسی تبدیلی کو ہمارے محاورہ میں اُلٹ پلٹ کر دینا بولتے ہیں لیکن اس لفظ کا استعمال صدیوں سے کلام الٰہی کے لیے ہو رہا ہے اسلیئے علماء نے واقعات جمع قرآن کی لحاظ سے تحریف کو چار اقسام پر منقسم کیا ہے۔ کمی زیادتی تبدّل تغیر اگرچہ ان چاروں میں سے ہر ایک قسم دو دو قسم پر ہو سکتی ہے یعنی لفظی و معنوی لیکن تحریف معنوی سے یہاں بحث نہیں کیونکہ اصل کلام میں فرق نہیں آتا صرف معانی و مراد کا تغیر ہوتا ہے پس تحریف صرف الفاظ سے متعلق ہوتی ہے جسکی چار قسمیں بیان ہوئیں اور ان چار اقسام کی تحریف قرآن مشہود میں ثابت ہے چنانچہ اسکے ثبوت میں بعض اسناد پیش کیے جاتے ہیں جو میرے نزدیک جامع و مانع ہیں ملاحظہ ہوں۔

شرح مقاصد تفتازانی کے صفحہ ۸۰۶ میں ہے۔ اور تو پائیگا اس قرآن میں اُن اختلافات کو جو اصحاب قرأت سے سُنا گیا ہے تو وہ زیادہ بارہ ہزار سے ہیں۔ انتہےٰ مجملاً۔

وانت تجد فیہ من الاختلاف المسموع من اصحاب القرءۃ مایربی علی اثنا عشر الفا۔

کبریت احمر امام محی الدین ابن عربی تحت آیۂ انما حرم علیکم المیتۃ والدم الخ ص ۱۴۳

میں ہے: اگر اس بات کی شرم نہ ہوتی کہ قلوب ضعفاء پر کیا اثر ہوگا اور نا اہلوں میں حکمت شائع کرنیکا الزام عائد ہوگا تو بتیاً ہم اُن تمام آیات کو بتا دیتے جو مصحف عثمانی سے ساقط ہوئیں۔ انتہے محصلاً۔

لولا ما یسبق القلوب الضعیفة ووضع الحکمة فی غیر اھلھا لبیّنت جمیع ما سقط من مصحف عثمان۔

دیکھئے تحریف عثمانی کے سبب علمائے اہلسنت نے کلام الٰہی کو مصحف عثمانی کہا ہے جو بیاض عثمانی کا ہم درجہ ہے۔

نکتہ: شیعہ قرآن محرف کی اشاعت بذریعۂ حفظ اسی سبب سے زیادہ نہیں کرتے کہ اسمیں اعانت تحریف ہے۔ ادائے پنجگانہ کی مجبوری سے چند سورتیں حفظ کرنی پڑتی ہیں تو وہ اُن چھوٹی چھوٹی سورتوں سے ادائے پنجگانہ کرتے ہیں کہ جن پر احتمال قوی ہے کہ اُن میں تغیر و تبدل و کمی زیادتی نہیں ہوئی مگر دشمنان خدا پر اتمام حجت کیلئے بہت سے شیعہ حافظ بھی موجود ہیں۔

بخاری کتاب التفسیر باب من قال لم یترک النبی الا ما بین الدفتین میں ابن ضریس سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر یہ بات پسند نہیں کرتے تھے کہ کوئی یہ کہے کہ میں نے سارا قرآن پڑھا اور فرماتے تھے جو جاتا رہا در قرآن موجودہ اُسکا ایک حصہ ہے انتہے محصلاً۔

اخرج ابن الضریس من حدیث ابن عمر انه کان یکره ان یقول الرجل قرءة القرآن کله ویقول منه قرآن قد رفع۔

معالم التنزیل تفسیر سورۂ توبہ اور در منثور سیوطی میں ہے: ابن عمر نے فرمایا کہ کوئی شخص یہ دعوے نکر سکے کہ میں نے پورا قرآن حاصل کیا اُسکو کیونکر معلوم ہوا کہ یہ پورا قرآن ہے بیشک قرآن میں سے بہت جاتا رہا۔ ہاں یہ کہے کہ جو کچھ قرآن موجود ہے اُسے حاصل کیا۔ انتہے محصلاً۔

عن ابن عمر قال لا یقولن احد لکم قد اخذت القرآن کله ما یدریه ما کله قد ذهب منه قرآن کثیر لکن یقل قد اخذ ما ظهر منه

دیکھئے یہ ابن عمر کا یہ افسوس آیات منسوخہ کی نسبت نہیں کیونکہ حدیث میں قد ذھب ہے،

اگر آیات منسوخہ کے ضائع ہونیکا یہ افسوس ہوتا تو محاورۂ عرب قد نسخ ہوتا دوم
فتح الباری شرح بخاری میں جو یہ روایات ہیں کہ سورۂ احزاب سورۂ بقر کے برابر تھی
اور اب وہ نصف پارہ کی قریب رہگئی ہے سوم درمنثور سیوطی میں ہے کہ سورۂ شدیدہ،
سورۂ حفد قرآن کی سورتیں تھیں اب وہ قرآن میں نہیں ہیں اسیطرح صدہا روایتیں ہیں
جن سے آیات کی کمی اور بعض سوروں کا نکل جانا ثابت ہے۔ تو ایسے جملہ دعاوی کو لغو
نہیں جاننا چاہیئے۔ نہیں معلوم ہوسکتا کہ قرآن میں کیا کیا تھا۔ زیادتی بخاری کتاب
التفسیر سورۂ واللیل میں ابراہیم سے منقول ہے۔ ابراہیم کہتے ہیں کہ عبداللہ ابن مسعود کے
شاگرد ابو درداء انصاری صحابی کے پاس
حسب الطلب گئے ابو درداء نے کہا تم میں سے
کون شخص ابن مسعود کی قرات جانتا ہے ہم نے
کہا ہم سب جانتے ہیں ابو درداء نے کہا تم
میں عمدہ حافظ کون ہے پس علقمہ کیطرف اشارہ
کیا ابو درداء نے کہا کہ ابن مسعود واللیل اذا
یغشی کسطرح پڑھتے تھے علقمہ نے کہا والذکر
والانثی ابو درداء نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ
میں نے بھی رسول اللہ سے ایسا ہی سنا ہے اور

قدم اصحاب عبداللہ علی ابی درداء
قال فطلبہم فوجدہم فقال ایکم یقرء
علی قرأۃ عبداللہ قلنا کلنا قال ایکم
احفظ فاشاروا الی علقمہ فقال کیف
سمعتہ یقرء واللیل اذا یغشی قال
علقمہ والذکر والانثی قال اشہد انی
سمعت النبی صلعم یقرء ھکذا وھؤلاء
یریدون علی ان اقرء وما خلق الذکر
والانثی واللہ لا اتابعہم۔

یہاں کے لوگ یعنی اہل شام چاہتے ہیں کہ میں اسطرح پڑھوں واللیل اذا یغشی والنہار اذا تجلی
وما خلق الذکر والانثی واللہ میں اہل شام کی پیروی نکرونگا انتہی محصلاً۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ واللیل میں وما خلق الحاقی الفاظ ہیں اور
صحیح مسلم۔ ترمذی کتاب التفسیر۔ مسند امام احمد حنبل میں بھی یہ حدیث انہی الفاظ و سند سے ہے۔
کنز العمال میں ہے کہ حضرت فاروق سورۂ اخلاص اس طرح پڑھا کرتے تھے قل ھو اللہ

احد الصمد تھا اور اب اللہ الصمد ہے۔

تبدیل۔ درمنثور سیوطی میں ابن عباسؓ سے مروی ہو کہ سورہ بنی اسرائیل میں قضی ربّکؐ کی جگہ ووصّی ربّک تھا اگر خدا کا حکم قضاعبادت کیلئے ہوتا تو کوئی جاندار غیر اللہ کے پرستش نہ کرسکتا۔ کاتب اونگھ گیا اور بعض حدیث میں ہو کہ سیاہی کا لوندا گرا اور لوگ ووصّی ربّک کو وقضی ربّک پڑھنے لگے اور فتح الباری وغیرہ میں ہو کہ حضرت فاروق سورہ جمعہ میں فامضوا الی ذکر اللہ پڑھا کرتے تھے اور اب فاسعوا الی ذکر اللہ ہے اور ایسے تبدلات بکثرت ہیں۔

تغیر۔ سورۂ مدینہ کا سورۂ مکیہ پر مقدم ہونا ہی دلیل تغیر کافی ہو انکے علاوہ اعرابکے تغیرات کثیر ہیں مثلاً سورہ توبہ کے آخر میں لقد جاءکم رسول من انفسکم بفتح فا وسین تھا جس سے تمام عرب پر پیغمبر خدا کی شرافت و بزرگی ثابت ہوتی تھی اور اب قرآن میں بضم فا وکسر سین انفُسِکم ہے جسکے معنی یہ ہوئے کہ آیا رسول جو تم میں ہی ہو اور ایسے نظائر اور بھی بکثرت ہیں۔

الغرض ثابت ہوگیا کہ تحریف لفظی کی چاروں قسمیں قرآن مشہود میں ثابت ہیں اور خدا و رسول دونوں کی پیشین گوئیاں قرآن کی محرف ہونیکے متواترات سے ہیں لہٰذا جناب مولا کی منصف مزاجی سے امید ہو کہ آیندہ عدم تحریف قرآن کا دعوے نہ کرینگے۔

ارشاد منیر۔ اس آیت (وانا لہ لحافظون) کی متعلق تفسیر دیکھیئے۔ بعد حضرت کے کوئی معصوم کیوں نہ تھا خود حضرت علیؑ موجود تھے اب انکو آپ جو کچھ کہیں عیسائیوں پر تہمت ہی۔ کوئی بیدین منافق جو بصورت ظاہری مسلمان سمجھا جاتا ہوگا وہ قرآن پر اعتراض کرتا ہوگا یا اُسکا ہمطریق عیسائی۔ حضرت کے زمانہ میں بھی کفار ایسے ہی اعتراض کیا کرتی تھے عیسائیوں کو بدنام نہ کرو دیکھو کتاب لالف محمدؐ اسکا مؤلف نہایت متعصب عیسائی تھا اور عیسائیت کا اُسی کے وقت سے ذور ہوا۔ وہ لکھتا ہو کہ قرآن شریف بکم وکاست

وہی ہے جو حضرت پر نازل ہوا۔ اور بیشک کلام خدا ہے۔ اُسنے دوسرے عیسائیوں کا قول بھی
اسی طرح نقل کیا ہے دیکھیے کتاب ریویو آف ریلیجنز جلد پنجم و ششم۔ ضرورت کے وقت تنزیل
حسب موقع ہوئی اور یہ کتب سے ثابت ہے کہ ترتیب صحیح ہے مثل ترتیب لوح محفوظ اور جسکی ترتیب
میں حضرت علیؑ بھی شریک تھے صاحب علم لدنی اُسکے متعلق کسی طرح کا شک نہیں ہو سکتا انتہی ملخصاً

معروضہ مستفیر: قرآن کی نسبت کوئی مسلمان بغیر تفسیر دیکھے نقص نکال سکتا ہے۔
کیا جناب الٰہی کو ادعائے اسلام ہے اور کسی کو نہیں۔ کیا صحابہ و تابعین اور علماء و صلحاء کہ
جنہوں نے نقائص قرآن جمع کرکے لکھے ہیں معاذ اللہ کیا وہ سب کے سب کافر تھے یا وہ
اس مسئلہ سے جاہل تھے اب رہا جناب امیرؑ کا معصوم ہونا تو یہ آپنے مجبوراً فرضی سمجھکر کہا ہے حالانکہ
جناب امیرؑ ہمارے عقیدہ میں معصوم نہیں ہیں مگر محفوظ ضرور ہیں۔ جو درجہ جامعان قرآن کو میسر
نہ تھا اور علے التنزل اگر جناب امیرؑ کو معصوم بھی فرض کیا جائے تو جب انبیاء کی عصمت مانع
تحریف توریت وغیرہ نہ ہوئی تو عصمت امام کیونکر مانع تحریف قرآن ہو سکتی ہے کیونکہ حضرت
موسیٰ علیہ السلام کے بعد حفاظت توریت کے لئے بکثرت انبیاء مبعوث ہوتے رہے لیکن تحریف
کرنیوالوں نے تحریف کر ہی دی جسکی تحریف کے جناب والا بھی معتقد ہیں۔ اور جناب امیرؑ کا [illegible]
جمع قرآن میں ہونا مسلّم لیکن جمع قرآن شیخین یا جمع عثمانی میں شریک ہونا محض غلط و بہتان ہے
اسکا ثبوت جناب کے ذمہ ہے۔

پہلے منافق کافروں کا اعتراضات قرآن پر ایسے ہوتے تھے جیسا کہ سورۂ زخرف
میں ہے کہ قریش کہتے تھے یہ قرآن ان دونوں بستیوں یعنی مکہ و طائف کے کسی بڑے آدمی
پر کیوں نہ نازل ہوا انتہیٰ۔

وقالوا لولا نزل هذا القرآن على رجل من القريتين عظيم۔

یا آنحضرتؐ نے بزبان خدا کفار کی شکایت کی ہے
کہ۔ ہماری قوم نے اس قرآن کو بکواس سمجھا

ان قومي اتخذوا هذا القرآن مهجورا۔

مگر مسلمانوں کے اعتراضات قرآن پر اس قبیل و معانی کے نہیں ہیں کہ وہ بھی آنحضرتؐ کے

محل نزول قرآن کا اہل نہیں جانتے یا قرآن کو مہمل اور زٹل جانتے ہیں بلکہ اُنکا اعتراضات
قرآن پر کمی۔ زیادتی۔ تبدل تغیر کے ہیں جسکی غایت یہ نکلیگی کہ جامعان قرآن سے عمداً یا سہواً
جمع قرآن میں خطائیں ہوئیں۔

جناب والا نے اس فقرہ میں کچھ مخبوط الحواس جیسے لوگونکی باتیں لکھی ہیں یعنی (کوئی
بیدین منافق قرآن پر اعتراض کرتا ہوگا یا اُسکا ہمطریق عیسائی) کچھ فاصلہ کے بعد لکھا ہے
عیسائیونکو بدنام نکرو اور پھر کتاب لائف محمدؐ مولفہ عیسائی کو اپنے ثبوت دعوے میں پیش
کیا ہے کہ اُسکے نزدیک قرآن بے کم وکاست ہے جو حضرتؐ پر نازل ہوا تھا اور وہ عیسائی یہ
بھی لکھتا ہے کہ قرآن کلام الٰہی ہے اور بقول جناب اُس عیسائی نے اور عیسائیونکا بھی مقولا ایسا ہی
لکھا ہے۔ ان بے ربط مجہول المناسبۃ فقروں سے اصلاح دماغ کی ضرورت پائی جاتی ہے
لیکن عیسائیونکے محامد کا پلہ بھاری ہے۔ اس سبب سے قیاس چاہتا ہے کہ جیسے بعض صحابہ یہودیوں
سے اسلام سیکھتے تھے آپ عیسائیوں سے سیکھتے ہیں سچ ہے کل شئ یرجع الی اصلہ۔

دیکھیے جن عیسائیوں نے قرآن کو کلام الٰہی مانا ہے وہ مسلمان ہیں عیسائی نہیں کیونکہ مذہب
عیسوی کا مدار حضرت عیسےٰ کے ابن اللہ ہونے پر ہے اور قرآن میں عیسےٰ ابن مریم ہے لہذا
جو عیسائی قرآن کو کلام الٰہی جانتا ہے وہ قطعی مسلمان ہے۔

چونکہ جناب والا نے کتب عیسوی کے صرف حوالے دیئے ہیں اُنکی مولفہ کتب کی عبارت
نقل نہیں فرمائی اسپر قیاس ہوتا ہے کہ اُس عیسائی نے دلیل بالمعارضہ سے اہلسنت کی حماقت
ثابت کی ہوگی کہ انکی ہی کتب معتبرہ سے تحریف قرآن ثابت ہے اور یہی بیوقوف قرآن کو تحریف
سے محفوظ جانتے ہیں اور جناب والا اس اظہار حماقت کو قرآن کے محفوظ رہنے کی قطعی دلیل سمجھ گئے
اے ماشاءاللہ کیا کہنے ہیں پھر اس جہل کی یہانتک حمایت فرمائی گئی کہ جناب امیرؑ کو جو چاہو
کہو لیکن عیسائیوں پر تہمت نکرو۔ اور اس مُنہ پر آپکو دعائے اسلام بھی ہے ان ہذا لشئ عجاب۔
بھلا ہم بھی تو سنیں کہ صحاح ستہ کی کونسی حدیث متفق علیہ بین العلماء سے ثابت ہے کہ

قرآن موجودہ کی ترتیب لوح محفوظ کی ترتیب کے مطابق ہی کیا جامعان ثلاثہ میں سے کسی نے
لوح محفوظ کے پاس جاکر خود نقل کی تھی یا زید بن ثابت کو بھیجکر نقل کرائی یا لوح محفوظ کو دنیا
میں منگاکر نقل کرائی یا خود جناب والا ترتیب لوح محفوظ سے مقابلہ کرکے واپس آگئے ہیں آخر یہ
دعوے کس بنا پر اور اسکا کیا ثبوت ہے کیونکہ جامعان قرآن میں سے تو کسی نے یہ دعوے نہیں کیا
کہ ہمنے قرآن مشہود کی ترتیب لوح محفوظ کی ترتیب کے موافق کی ہے اور جو کسی کاذب فتح کے
نقارچی نے ایسا لکھا یا روایت کیا ہے تو وہ لکھنا یا کہنا مدعی سست گواہ چست کا مصداق ہے
دیکھئے اتقان سیوطی مطبوعہ مصر کے صفحہ ۶۳ میں ہے:- حارث بن خزیمہ جب دو
آیتیں سورہ برات کی لائے تو حضرت عمر نے
کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں (کہ یہ قرآن کی
آیات ہیں) پھر فرمایا اگر یہ تین آیتیں ہوتیں تو
میں انکو علیحدہ سورت قرار دیتا۔
اچھا آخری سورہ قرآن کا دیکھو
اور اسمیں اسکو ملادو۔ حافظ ابن حجر عسقلانی
فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ

قال اتی الحارث بن خزیمہ بھاتین الآیتین
من اخر سورۃ البراءۃ فقال عمر اشہد انی
سمعتہا ثم قال لو کان ثلاث ایات لجعلتہا
سورۃ علیحدۃ فانظروا اخر سورۃ من
القرآن فالحقوھا فی اخرھا قال ابن حجر
ظاہر ھذا انہم کانوا یولفون ایات
السور باجتہادھم۔

صحابہ اپنی رائے و اجتہاد سے آیات کو ترتیب دیتے تھے انتہی محصلاً۔ آپنے ملاحظہ فرمایا کہ
ترتیب لوح محفوظ کا دعوے گوز شتر ہوگیا۔

علماء معتبر کی کتب سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ترتیب قرآن موجودہ صحابہ کی رائے و اجتہاد
سے ہے اور اگر جامعان قرآن کا دل و دماغ جناب والا کی خانگی اصطلاح میں لوح محفوظ
قرار پاگیا ہے تو مجھے معلوم نہیں بلکہ کتب سے عام طور پر یہی معلوم ہوتا ہے کہ جامعان
وکاتبان قرآن کی رسائی کسی طرح لوح محفوظ تک نہ تھی۔

اتقان جلد دوم صفحہ ۲۵ میں حمیدہ بنت ابی یونس سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ

جب بی بی آٹھ برس کا تھا تو اُسنے مصحف عائشہ میں اس آیہ کی اسطرح تلاوت کی تھی وسلموا تسلیما وعلی الذین یصلون الصفوف الاول حمیدہ نے فرمایا کہ یہ واقعہ عثمان کے تغیر قرآن کے قبل کا ہے انتہے محصلاً۔ ابکسی ہندو یا اپنے معتقد علیہ عیسائی

عن حمیدۃ بنت ابی یونس قالت قرء علی ابی وھو ابن ثمانین سنۃ فی مصحف عائشۃ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما وعلی الذین یصلون الصفوف الاول قالت قبل ان تغیر عثمان المصاحف۔

عربی داں سے دریافت فرمائیے کہ قبل ان تغیر عثمان المصاحف کی معنی ترتیب لوح محفوظ کے ہیں یا کیا۔

ارشاد منیر۔ فرض کرو کہ ایک کتاب آپنے یا کسی نے تصنیف کی وقت ضرورت اسکے مطالب بیان کیئے گئے اب کسی نے باعتبار مطالب اسکی ترتیب کی اصل کتاب کے موافق ترتیب کی تو وہ ترتیب بہت درست کی تفسیر مجاہد تفسیر قتادہ دیکھیے یہ دونوں صاحب تابعین میں تھے سب سے پہلے جو تفسیریں لکھی گئیں وہ یہی ہیں۔ تحریف ہونیکے متعلق جن کتابوں میں عبارت لکھی ہو بجاے بحوالہ نام کتاب نام مولف صفحہ نقل فرمایئے انتہے بلفظہ

معروضہ مستنیر۔ اصل کتاب کے موافق لکھنے کو نقل کہتے ہیں ترتیب نہیں کہتے۔ اگر جامعان قرآن قرآن سے واقف ہوتے تو جناب والا کی مثال جمع قرآن درست ہو سکتی تھی اور جبکہ سیکڑوں کتب اور ہزاروں احادیث سے ثابت ہے کہ کاتبان اور جامعان قرآن قرآن کے ماہر نہ تھے اور نہ اُنھوں نے حفاظ صحابہ کے قرآنوں سے نقل کرائی نہ تلمیذان پیغمبر سے قرآن جمع کرایا نہ پیغمبر کے قرآن سے نقل کرائی اور تخمیناً بیس پچیس سال تک قرآن جمع ہوتا رہا جو دس روز کا کام تھا تو سمجھدار آدمی سمجھ سکتا ہے کہ اتنے عرصہ تک قرآن جمع کرتے رہنے سے جامعان قرآن کا کیا مقصد تھا لہذا مدعیان عدم تحریف قرآن کو بجز خموشی چارہ نہیں۔

سب سے پہلے مفسر بعد پیغمبر خدا جناب امیر علیہ السلام ہیں لیکن جامعان قرآن نے انکی

مرتبہ قرآن ہی کو قبول نہ کیا تھا جسکا اتباع تمام رعایا اور امرائے دولت ثلاثہ امویہ مروانیہ عباسیہ وغیرہم نے بھی کیا اور اُسی اثر سے اُنکی تفسیر جمع نہو سکی لیکن جناب امیرؑ کے شاگرد حضرت عبداللہ بن عباس جنکے نام سے تفسیر ابن عباس مشہور ہے اُنسے بکثرت آیات کی تفاسیر مشہور بین العلماء ہیں اور اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود شاگرد جناب امیرؑ کی روایات تفسیری مشہور ہیں۔ ان دونوں صاحبوں کی احادیث و روایات سے ثابت ہے کہ قرآن میں چار رول اقسام کی تحریف ہوئی۔ پس اگر مجاہد و قتادہ۔ عطا۔ ابن رباح وغیرہم جو کہ صاحبان موصوف کے شاگرد ہیں اگر انکی تفاسیر سے کمی زیادتی۔ تبدل۔ تغیر ثابت نہ بھی ہو تو یہ کس شمار میں ہیں چنانچہ صرف کمی قرآن کے تین شواہد پیش کیے جاتے ہیں۔

البیان عن التفسیر القرآن مولفہ احمد بن محمد بن ابراہیم ثعلبی میں ابی وائل سے روایت ہے

وہ کہتے ہیں کہ آیہ مندرجہ حاشیہ کو ابن مسعود کے قرآن میں اسطرح پڑھا تھا کہ جسمیں آل محمدؐ کا لفظ تھا اور اسوقت ہمارے قرآن میں آل محمدؐ کا لفظ نہیں۔

قال قراءة فی مصحف عبد اللہ بن مسعود ان اللہ اصطفی اٰدم و نوح و ال ابراھیم و اٰل عمران و اٰل محمد علی العالمین۔

اسکی وجہ خاص کتب اہلسنت سے یہ مستنبط ہوتی ہے کہ آل محمدؐ میں جناب امیر علیہ السلام شریک ہیں اور جناب امیر وہ شخص ہیں کہ جن سے مقتولان بدر۔ احد۔ خندق۔ خیبر۔ تبوک وغیرہ کے وارث اور طالب قصاص بیزار تھے انکے علاوہ لات۔ عزیٰ۔ ہبل۔ مناۃ۔ ود۔ سواع۔ یغوث۔ یعوق۔ نسر وغیرہم کے پجاری و متولی بنی ہاشم کے خون کے پیاسے اور انہی میں کے اکثر سردار قوم و قبائل اور بدولت شیخین عہدہ ہائے جلیلہ پر ممتاز بلکہ طالبان قتل و قصاص تھے۔ چونکہ علاوہ طلب قصاص کی جملہ منافقین اپنی تفضیح و تفضیح قرآنی سے بھی جل دل تھے اور ظاہر ہے کہ اس جم غفیر کی مخالفت سے خلافت کو اندیشہ تھا جیسا کہ معروضہ سے واضح ہوگا پس اس خوشامد میں لفظ آل محمدؐ قرآن سے نکالدیا گیا ورنہ کیا معنی کہ آل نوحؑ و ابراہیمؑ و آل موسیٰ کی بزرگی قرآن میں نازل ہو اور افضل المرسلین صاحب لولاک رحمۃ للعالمین

کی آل کا نام قرآن میں ہو جن کے گھر میں ملاء اعلیٰ کی آمد و رفت ہوئی۔ قرآن نازل ہوا پھر آل بھی آل نبی کہ اگر اُنپر درود نہ بھیجا جائے تو دعا مستجاب ہو اور عبادت ناقص ہو الغرض یہ لفظ اسی مصلحت سے نکالا گیا کہ جس سے جناب علیؑ کی بزرگی قوم عرب پر ثابت ہو اور یہ بھی عام لوگوں میں سے سمجھے جائیں پیغمبرؐ سے انکی خصوصیت باقی نہ رہے اسکا ثبوت یہ ہے کہ جب جناب علیؑ گرفتار کر کے بیعت ابی بکر کیلیے طلب کیے گئے اور جناب امیرؑ نے بیعت سے انکار کیا اور حضرت فاروق نے قتل کی دھمکی دی تو جناب امیرؑ نے فرمایا کیا تم بندہ خدا اور برادر رسولؐ کو قتل کروگے تو حضرت عمر نے کہا کہ تم بندہ خدا تو ضرور ہو لیکن برادر رسول نہیں

(الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ دینوری)

در منثور سیوطی تفسیر سورہ مائدہ میں عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ:-

ہم زمانہ رسول خدا میں اس آیہ کی اسطرح تلاوت کیا کرتے تھے ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین فما بلغت رسالتہ۔

کنا نقرء علی عہد رسول اللہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین فما بلغت رسالتہ۔

اور اب سارے قرآن میں ان علیا مولی المؤمنین نہیں ہے۔

مفتاح النجاح بدخشی میں بھی بطریق زر ابن مسعود سے اسیطرح مروی ہے چونکہ یہ آیت جناب امیرؑ کے استخلاف کے باب میں نازل ہوئی اسلیے اس ٹکڑے کو نکالدیا گیا۔

اس دعوے کی تصدیق تفاسیر وانذر عشیرتک الاقربین و تفاسیر آیہ انما ولیکم اللہ و آیہ الم نشرح سے ہوتی ہے یعنی خدا نے فرمایا فاذا فرغت فانصب والی ربک فارغب یعنی اے محمد جب تم قوم کی تعلیم و نصائح سے فارغ ہو جاؤ تو اپنا جانشین نصب کرو اور اپنے رب کی طرف رجوع ہو جاؤ یعنی دنیا چھوڑ کر چلے آؤ۔

اور ان باتوں کی تفصیلی تصدیق حدیث غدیر من کنت مولاہ فعلی مولاہ سے ہوتی ہے اور مقاصد حیرت مولفہ احقر کا صفحہ ۴۳ ملاحظہ ہو جسمیں وہ احادیث ایسی بھی لکھی گئی ہیں جنسے

کلمہ طیبہ کے ساتھ ولایت جناب امیر پر ایمان لانا شرط اسلام معلوم ہوتی ہے لیکن یہ باتیں ہماری
مذہب کے خلاف ہیں اسلیئے اُن سب کو قلم انداز کیا جاتا ہے۔

معالم التنزیل تفسیر سورۂ توبہ تحت آیہ یحذر المنافقون ان تنزل علیهم الخ میں

ابن عباس سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ستر منافقین
اور انکے باپوں کے نام نازل ہوئے تھے پھر مسلمانوں پر
محض مہربانی کی وجہ سے وہ نام منسوخ ہوگئے کہ
ایک دوسرے پر طعن نہ کرسکے کیونکہ اُن سب کی
اولاد مسلمان ہوگئی تھی انتہی محصلاً۔

قال عبد اللہ ابن عباس نزل اللہ تعالیٰ
ذکر سبعین رجلا من المنافقین باسمائهم
واسماء آبائهم ثم نسخ ذکر الاسماء رحمة
للمؤمنین لئلا یعیر بعضهم بعضاً
لان اولادهم کانوا مومنین۔

غور فرمائیے کہ مجاہد و قتادہ کے پیر و مرشد قرآن کو محرف بتا رہے ہیں اور آپ محفوظ بتاتے ہیں
سکتہ۔ اگر توفیق خدا رفیق ہو تو ابن عباس کی یہ سند قرآن کی تحریف عمد کے لیے کافی ثبوت
ہے کیا معنی کہ جیسا کہ ابولہب دشمن پیغمبر تھا اُس سے بدرجہا زیادہ دشمن سیف اللہ خالد کا
باپ ولید بن مغیرہ تھا جسکی شان میں سورۂ ن والقلم ولا تطع کل حلاف مهین هماز مشاء
بنمیم مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذلک زنیم نازل ہوئی۔ دوسرا حضرت فاروق
کا حقیقی ماموں ابوجہل تیسرا ابوسفیان چوتھا معاویہ محارب رسول جسکی نسبت بعض مفسرین نے
لکھا ہے کہ قرآن میں شجرۂ ملعونہ سے مراد معاویہ ہے۔ انکے علاوہ جبلہ بنی تیم جو تمام قوموں کے
بعد مسلمان ہوئے جنہوں نے قواعد ابراہیمی پر کعبہ تعمیر ہونے نہ دیا (بخاری) اور جبلہ بنی امیہ
بنی غطفان بنی ثقیف یہ سب کے سب اور ذو الخویصرہ تیمی حضرت ابوبکر کا ہم جد جسنے آنحضرت
سے تقسیم مال کے وقت کہا تھا اعدل یا محمد فانک لم تعدل اور اسکے بارے میں ومنهم
من یلمزک فی الصدقات نازل ہوئی (دیکھو تفاسیر سورۂ توبہ) اور ثعلبہ بن حاطب
جسنے زکوٰۃ سے انکار کیا اور نبتل بن حارث منافق صحابی جو آنحضرت کو اُذن یعنی احمق
کہا کرتا تھا جسکے لیے سورۂ توبہ میں یقولون هو اذن آیت نازل ہوئی اور جلاس بن سوید

جو ہجو پیغمبر صلعم کرکے اُس سے انکار کیا کرتا اور قسمیں کھایا کرتا تھا اور ایسے اور بکثرت منافق کہ جنہوں نے خیبر میں زہر دیا اور بعض وایسی تبوک میں بمقام عقبہ قتل پیغمبر کیلئے آئے تھے پس ان جملہ کے نام تو منسوخ ہوگئے لیکن پیغمبر کے علاقہ کے ایک کافر ابولہب کا نام منسوخ نہوا پس نہوا جبکہ انکے جیسے منافقین مذکور کی اولاد مسلمان ہوئی تھی اُسی طرح ابولہب کی اولاد ذکور و اناث سب پیغمبر خدا کی حیات ہی میں مسلمان ہوچکے تھے لیکن ابولہب کی اولاد چونکہ بنی ہاشم تھی اور بنی ہاشم خلفاء ثلاثہ کی مخالف تھی اسی وجہ سے ابولہب کا نام بجہت اہذائے بنی ہاشم قرآن سے خارج نہ کیا اور باقی سب منافقین کے نام خارج کردیئے اور محدثین و مفسرین نے دنیا سے اس اخراج کا نام منسوخ رکھدیا چونکہ تحریف قرآن کی ثبوت ہیں جسے الوسع باختصار اسناد پیش کرچکا ہوں تاہم مضمون طویل ہوگیا لہذا اس سے زیادہ کی ضرورت جناب والا کو ہوگی تو بشرط درخواست تحریف قرآن کے اور اسنادات بھی پیش کیجاینگے انشاء اللہ تعالے۔

ارشاد منیر۔ آپنے لکھا ہے کہ الفاظ قرآن کی کلام خدا۔ کلام جبرئیل۔ کلام پیغمبر ہونے میں معارضہ پایا گیا۔ اسکا ثبوت بھی ضرور ہے عیسائیوں کا قول انکے خلاف ہے جو اوپر لکھا گیا جب اس مسئلہ سے جی چھوٹ گیا تو تکمیل ایمان میں نقص رہا گویا اسپر یقین نہیں لائے گیا ایسے شخص کو مسلمان کہنا روا ہے انتہے بلفظہ۔

معروضہ مستنیر۔ اگر شیعہ کے ہاں الفاظ قرآن کی نسبت کلام خدا۔ کلام جبرئیل کلام پیغمبر صلعم کا معارضہ پاتا تو میں التفات بھی نہ کرتا لیکن جب محبان ثلاثہ کے ہاں یہ معارضہ پایا گیا تو اب بجز انتشار کیا چارہ تھا جسکی شکایت جناب والا سے کیگئی۔

کمترین نے اپنا مولفہ رسالہ مقاصد حیرت اسی غرض سے پیش کیا ہے کہ اس بحث کو رسالۂ مذکور کے صفحہ ۱۴ میں ملاحظہ فرمالیں اب رہا اسکا ثبوت تو کتب اصول عقائد مثل مواقف شرح مواقف۔ مقاصد تفتازانی وغیرہم سے فرمالیں انکے علاوہ اصولیین اہلسنت فرماتے ہیں۔ ہر کلام حقیقت کے اعتبار سے معانی مجردہ ہے اور معانی مجرد نقش پذیر نہیں۔

دوم باعتبار نزول قرآن حادث ہو اور کلام قدیم حادث نہیں ہوسکتا کیونکہ اُسکی ہر صفت
حدوث سے منزہ ہو اس بناپر کلام خدا کو بے صوت و حروف مانا ہو جو نقش پذیر نہیں
ہوسکتا پس ایسی ہی بنیادوں پر بعض علماء اہلسنت کی نزدیک قرآن قول جبرئیل ہو اور
بعض کی نزدیک قول پیغمبر چنانچہ اس مذہب والوں نے اپنے دعوے کے ثبوت میں آیات علمہ
شدید القویٰ اور انہ لقول رسول کریم پیش کیے ہیں جو مقاصد حیرت کی صفحہ ۴
پر درج ہیں جس کا خلاصہ یہ ہو کہ آیۂ علمہ شدید القویٰ میں باتفاق مفسرین علمہ کے
فاعل حضرت جبرئیل ہیں اور کلام خدا بے صوت و حروف کیونکہ ذات قدیم میں حادث کا وجود
محال پس اس دلیل قطعی سے حضرت جبرئیل نے معنی خدا کو اپنے قول سے آنحضرتؐ کو سکھایا تو
قرآن قول جبرئیل ہوا۔ **دوسری** آیت انہ لقول رسول کریم۔ اس آیت میں رسول
سے مراد باتفاق مفسرین حضرت جبرئیل ہیں اور بعض کی نزدیک رسول خدا۔ اور لفظ رسول
ادائے رسالت کا مقتضی ہو اور آیت میں رسالت قول کی ہو اور قول بالمعنی بھی ہوتا ہو اور باللفظ بھی
پس اگر حضرت جبرئیل نے معنی خدا کی رسالت اپنے قول سے کی تو قرآن قول جبرئیل ہوا اور
جو حضرت جبرئیل نے بھی صرف معنی خدا ہی کی رسالت کی تو قرآن قول پیغمبر ہوا پس اس
دلیل سے معنی قرآن منجانب خدا اور الفاظ قرآن منجانب خلق ہوئے لیکن بکثرت آیات میں
ملائکہ و انبیاء و رسل اور کفار و شیاطین اور حضرت ابوبکر و عمر کے معانی و الفاظ بھی
قرآن میں پائے جاتے ہیں پس اس بدیہی دلیل سے سارے قرآن کے معانی بھی منجانب خدا نہیں
ہیں نہ منجانب جبرئیل علیہ السلام۔ گویا قرآن ساجھے کی ہنڈیا ہو۔ اس بنا پر سارے قرآن
کو کلام اللہ کہنا اور سمجھنا لغو ہوا معاذ اللہ مگر یہ دلائل قطعیہ آپکے منشاء اور اعتقاد
کے خلاف ہیں (دیکھو خلاصۃ التفاسیر مولوی فتح اللہ صاحب تائب لکھنوی شاگرد
مولوی عبدالحی فرنگی محلی تفسیر سورۂ والشمس پارہ ۳۰)

اچھا اب ایسے ہی معانی کے اسناد اور ملاحظہ ہوں چنانچہ اتقان سیوطی کی صفحہ ۱۵

ہیں ہی کہ "جو کچھ نازل ہوا اُسکی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ جو باللفظ نازل ہوا - دوسرا وہ جو بالمعنی نازل ہوا کیونکہ اگر جملہ وحی کا نزول باللفظ مانا جائے تو نہایت شاق ہوگا اور اگر

حیث جعل منزل الیہم علی قسمین یردونه بلفظ الوحی یه وقسم یردونه بالمعنی وجعل کله مایردی باللفظ لشق اوبالمعنی لم تو من التبدیل والتحریف -

سب کو بالمعنی تسلیم کریں تو پھر کسی طرح تبدیل و تحریف کے الزامات سے امن نہوگا انتہٰی محصلاً۔

دیکھیے یہ سند قرآن کے قول جبرئیل یا قول پیغمبر ہونیکی مقدمہ ہی اور چونکہ سیوطی نے بعض اجزائے قرآن کے نزول کو بالمعنی تسلیم کیا ہی اور نزول بالمعنی میں اندیشہ تبدیل و تحریف بھی قبول کیا ہی اسلیے بعض اجزائے قرآن پر احتمال تحریف بھی ثابت ہی پھر اسی اتقان کے صفحہ ۴۴ میں ہی :-

اور بعض نے کہا کہ قرآن کا نزول جو پیغمبر پر ہوا اُسمیں تین قول ہیں پہلا یہ ہو کہ جبرئیل نے لفظ و معانی دونوں لوح محفوظ سے یاد کیے اور لیکر آئے اور بعض نے یہ کہا کہ لوح محفوظ میں قرآن کا ہر حرف کوہ قاف کے برابر ہی جسکے تحت میں معانی بکثرت جنکا علم بجز خدا کے اور کسی کو نہیں دوسرا قول یہ ہے کہ جبرئیل معانی لیکر آئے اور اُن معانی کی تعلیم آنحضرت کو دی اور آنحضرت نے اچھی عربی زبان میں انکا مطلب ادا کیا (جنکا یہ دوسرا قول ہی) وہ لوگ قول خدا نزل به الروح الامین علی قلبک سے استدلال کرتے ہیں یعنی خدا نے فرمایا اے محمدؐ نازل کیا ہمنے جبرئیلؑ کے ساتھ تیرے قلب پر تیسرا قول یہ ہی کہ جبرئیل پر معانی کا القا

وقال غیره فی المنزل علی النبی ثلاثة اقوال احدها انه اللفظ والمعنی وان جبرئیل حفظ القرآن من اللوح المحفوظ ونزل به وذکر بعضهم ان احرف القرآن فی اللوح المحفوظ کل حرف منها بقدر جبل قاف وان تحت کل حرف منها معانی لا یحیط بها الا الله و الثانی ان جبرئیل انما نزل بالمعانی وعبر عنها بلفظ العرب وتمسک قال هذا بظاهر قوله تعالی نزل به الروح الامین علی قلبک والثالث ان جبرئیل القی الیه المعنی وانه عبر بهذه الالفاظ بلغة العرب وان اهل السماء یقرؤنه بالعربیة ثم انه نزل به کذلک بعد ذلک -

ہوا اور اُنہوں نے اُن معانی کو عربی الفاظ سے تعبیر کیا اور اہل سماء اسی طرح لغت عرب میں پڑھتے تھے اُسی طرح جبرئیلؑ نے نازل کیا انتہےٰ محصلاً۔

دیکھیے قول دوم سے قرآن قول پیغمبر معلوم ہوتا ہے اور قول سوم سے قول جبرئیلؑ یا اقوال فرشتگان پس اگر کوئی مسلمان علماء معتبر کے ایسے اقوال دیکھکر قرآن کو قول پیغمبر یا قول جبرئیل بتائے تو کیا آپ اسکو ناقص الایمان یا کافر کہدینگے معاذ اللہ۔ ناقص الایمان وہ ہیں جو اسلامی باتوں کی سند یہود و نصاریٰ سے لیتے ہیں۔ یا اصول اسلام کی خلاف یا عیسائیونکی حمایت کرتے ہیں۔ پس ایسے جاہلونکو یہ باتیں کیونکر معلوم ہو سکتی ہیں کہ کلام خدا بے صوت و حروف ہوتا ہی اور کبھی منتظم بالفاظ و معانی۔ اور اُسمیں قدرت ایسی ہی کہ جہاں چاہتا ہی سخن پیدا کر دیتا ہے جیسے سعدی نے فرمایا ؎ حکیمے سخن بر زبان آفریں۔ اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کا قصہ پیش نظر ہے کہ حضرت موسےٰ کو ایک جھاڑی پر رب العزت نے تجلی دکھائی تو اُسپر اپنا کلام فائز کیا اور اُس جھاڑی سے آواز پیدا ہوئی۔ یعنی اے موسےٰ تم دونوں جوتیاں اُتار ڈالو۔ بیشک تم وادی پاک مقدس میں ہو۔ پس ظاہر ہی کہ جھاڑی میں یہ قابلیت کہاں جو کلام کر سکے۔

فاخلع نعليك انك بالواد المقدس طوى

پس وہ کلام کلام رب العزت تھا اور اسی پر ہمارا یقین ہے کہ خدا جہاں چاہتا ہی سخن پیدا کر دیتا ہی خواہ شجر ہو یا حجر۔ زبان جبرئیل ہو یا زبان پیغمبر وہ سب کلام خدا ہی ہے۔ الغرض کلام خدا بھی اور مخلوق کی طرح مخلوق ہے اور ان نکات سے جاہل رافضی ہے۔

ارشاد منیر۔ خلفاء پر اعتراض تمام تاریخ سے تعلق رکھتا ہی گو شیعہ کا اعتراض ہو مگر میں آپکے خیالات سے واقف ہوں اور جو آپکا حملہ ہی وہ مفصل نہیں تو اجمالی طور پر میں بتاتا ہوں اور یہ بھی کلام الٰہی سے ثابت ہی کہ صحابہ کے بُرا کہنے والے کافر ہیں۔ انتہےٰ بلفظہ۔

معروضہ مستغیر۔ جی نہیں۔ خلفاء ثلاثہ پر اعتراضات قرآن۔ تفاسیر۔ اصول تفاسیر۔ حدیث۔ اصول حدیث۔ فقہ۔ اصول فقہ۔ رجال۔ سیر۔ تاریخ۔ ان سب سے متعلق ہیں۔ آپکے نہیں

صرف تاریخ پر منحصر نہیں اور علے التنزل اگر تاریخ سے بھی تعلق رکھتا ہے تو کیا جناب والا کے نزدیک جملہ کتب تواریخ نامعتبر ہیں۔ اگر ایسا خیال ہو تو جناب والا کا جنگ نامۂ صحابہ مہمل ہے اور محنت دماغ سوزی برباد۔ اسکے علاوہ بعض تاریخی واقعات کتب آسمانی کے لغو ماننے پڑینگے اور جملہ احادیث تاریخی کو ترک کرنا پڑیگا۔ تفاسیر واحادیث کی صحت نہو سکیگی۔ علم رجال یک قلم اُڑ جائیگا۔ روایت ودرایت کا باب بند ہو جائیگا۔ غرض جناب والا کی بدولت اسلامی دنیا میں ہلچل پڑ جائیگی۔ خانہ آباد و دولت زیادہ لیکن جناب والا نے اپنے چودھویں ارشاد میں بعض کتب تواریخ کے نام اپنے ثبوت دعوے میں پیش کیے ہیں جس سے کتب تواریخ معتبر اور قابل خد اسناد پائی جاتی ہیں۔ لیکن اس فقرہ میں ناچیز اور یہ عارض ہے بس ایسے شخص کو معجون مقوی دماغ کی مداومت ضرور ہے ورنہ مالیخولیا کا اندیشہ ہے

گو جناب والا کو میرے خیالات سے اجمالی واقفیت تھی لیکن آج میں نے تفصیلی واقفیت کرانیکی عزت حاصل کی ہے اور اپنی بساط کے موافق کوشش کی ہے کہ جناب والا کے ذہن میں جو جاہلوں کے سے خیالات ہیں کہ صحابہ کے بُرا کہنے والے کافر ہیں ان کو نکالدوں۔ اللہ تعالےٰ مجھے اس مقصد عالی پر کامیاب فرمائے۔

اوّل تو یہی غلط ہے کہ کلام الٰہی سے ثابت ہے کہ آپکے خانہ ساز صحابہ کی بُرا کہنے والے کافر ہیں ھذا بھتان عظیم۔ بعلاوہ آیت بتائیے کہ جس سے آپکا یہ دعوے ثابت ہو۔ دوم اللہ جل شانہ نے آپکے مصطلحہ یعنی فرضی صحابۂ کرام پر لعنت فرمائی ہے اور پیغمبر خدا نے بھی تو انکی نسبت آپکی کیا رائے ہے۔ سوم سورۂ حشر میں ہے لا یستوی اصحاب النار و اصحاب الجنۃ۔ یعنی اصحاب نار اور اصحاب جنت برابر نہیں پس جبکہ وصفت کی صحابہ قرآن سے ثابت ہیں تو فرمائیے کہ اصحاب نار کو بُرا کہنے والے کافر ہیں یا اصحاب جنت کے بُرا کہنے والے۔

ترمذی جلد دوم میں ہے سباب المومن فسق وقتالہ کفر یعنی آنحضرت نے فرمایا مومن کا بُرا کہنے والا فاسق اور قتل کرنیوالا کافر ہے۔ اور اسی پر جمہور علمائے فریقین کا فتوےٰ ہے۔

اور فاسق بھی اس حیثیت سے کہ اگر بُرا کہنے والا بجہت جہل ناحق دنیا ۔ واکسی مومن کو بُرا کہے تو فاسق ہے اور جو منافق کو بربادی قرآن یا ایذائے عترت یا خرابی اسلام کی سبب سے بُرا کہے تو وہ ناجی ہے اور قابل احترام۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ صحابہ انسان اور جدید الاسلام و جائز الخطا تھے نہ معصوم تھے نہ محفوظ۔ اگر وہ جائز الخطا نہ تھے تو بتایا جائے کہ پیغمبر خدا کے زمانہ میں حدود شرعیہ کس پر جاری ہوئیں کیا جملہ سزائیں کفّار پر جاری ہوئیں تو ایسا آپکی کتب سے ثابت نہیں۔

دیکھیے (۱) ایک صحابی نے اپنی ماں سے نکاح کیا تو آنحضرت نے اُنکے قتل کا حکم دیا (معالم التنزیل سورۂ نساء صفحہ ۱۷) (۲) حسان بن ثابت اور حضرت ابوبکر کے خالہ زاد بھائی مسطح نے حضرت عائشہ پر بہتان زنا کیا تو پیغمبر خدا نے اُن پر حد قذف جاری فرمائی (فتح الباری وغیرہ) حضرت فاروق نے نشۂ شراب میں عبد الرحمن بن عوف کا سر پھوڑا اور کفار قریش کے مقتولان بدر پر نوحہ پڑھ پڑھ کر روئے تو پیغمبر خدا نے جوتیاں ماریں (مستطرف جلد دوم) اسی طرح بعض صحابہ کی اور بد اعمالیاں اور بد اخلاقیاں بہ کثرت ہیں مثلاً حضرت عتبہ بن حصین نے حضرت عائشہ کے سرخ گال دیکھکر آنحضرت سے درخواست کی کہ آپ میری جورو ام البنین سے جو اُنسے بدرجہا زیادہ خوبصورت ہے تبادلہ فرمالیجیے (استیعاب ابن عبد البر صفحہ ۵۳۷) یا حضرت طلحہ نے بدنیتی سے کہا کہ اگر پیغمبر خدا مر جائیں تو میں عائشہ سے نکاح کرونگا پھر یہ آیت نازل ہوئی ما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ ولا تنکحوا ازواجہ ابدا (معالم التنزیل) ایک صحابی پیغمبر خدا کے فیصلہ پر راضی نہ ہوئے تو اسپر یہ آیت نازل ہوئی فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم یعنی تیرے رب کی قسم اے محمد وہ لوگ مومن نہیں ہیں جبتک تجھے اپنے جھگڑوں میں حاکم نہ مان لیں یعنی آپکے فیصلہ پر مطمئن نہو جائیں (تفاسیر کثیرہ سورۂ نساء) یا ام مہزول زنا پیشہ سے ایک صحابی نے نکاح کیا اس شرط پر کہ وہ اپنا معمولی زنا بھی کرتی رہیگی (خلاصۃ التفاسیر جلد ۳) یا ابو الیسر صحابی نے ایک مجاہد فی سبیل اللہ کی جورو کو عمدہ کھجوریں

دینے کے بہانہ سے گھر لیجا کر اُسکی عزت برباد کی جسپر آیۂ ان الحسنات یذھبن السیئات نازل ہوئی (ترمذی جلد ۲ کتاب تفسیر) یا ایک خوبصورت عورت مسجد نبوی میں نماز کیلئے آتی تھی اور بعض صحابہ بحالت نماز رکوع میں اپنی بغلوں کے نیچے سے جھانکتے تھے جسپر یہ آیت نازل ہوئی ولقد علمنا المستقدمین منکم ولقد علمنا المستاخرین یعنی اور بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے اُنکو جو آگے کی صف میں شریک ہوتے ہیں اور جو پچھلی صف میں شریک ہوتے ہیں (ترمذی جلد ۲ کتاب التفسیر) یا خوات بن جبیر صحابی بدری ایک گھی بیچنے والی عورت ذات النحیین نامی جو قبیلہ تیم اللہ بن ثعلبہ سے تھی اُس سے دونوں گھی کی مشکیں کھلوا کر دونوں ہاتھوں میں دیدیں جب اس ترکیب سے ذات النحیین کے دونوں ہاتھ رک گئے تو خوات بدری اُسپر چڑھ بیٹھے اور وہ غریب گھی بہ جانیکے خوف سے دہائیاں دیتی مشک چھوڑ نہ سکی (مقامات حریری مقامہ ۴۸) یا خالد بن ولید نے مالک بن نویرہ صحابی کی جورو لیلیٰ بنت سنان سے بغیر استبرا و عدہ مقاربت کی جسپر حضرت فاروق نے فرمایا تو نے ایک مرد مسلمان کو مار ڈالا اور پھر اُسکی جورو پر چڑھ بیٹھا واللہ میں تجھے سنگسار کرونگا (تاریخ کبیر طبری جزو خامس مطبوعہ مصر صفحہ ۲ و کنز العمال وغیرہ) یا مغیرہ بن شعبہ مہاجر نے اپنی امارت بصرہ میں بزمانہ فاروق ام جمیل بنت افقم زوجہ عتیک سے زنا کیا (تاریخ طبری۔ کنز العمال) یا معاویہ نے دمشق میں اپنی ایک زوجہ کو ایک شخص سے زنا کرتے پایا لیکن نہ مرد اجنبی کی سرزنش کی نہ جورو کو تنبیہ کی بلکہ اُس اجنبی کی خطا معاف کر کے رہا کر دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ معاویہ نے نکاح استبضاع کی رسم جاہلیت بعد قبول اسلام لوالی جو بہر نجابت اولاد جورو کو غیر مرد سے جماع کی اجازت دی جاتی تھی (ثمرۃ الاوراق حاشیہ مستطرف) یا حضرت ذو النورین نے بحالت نزاع یا بعد موت اپنی زوجہ بنت رسول سے جماع کیا (فتح الباری جلد اول صفحہ ۲۶۶) یا حضرت فاروق اپنی خلافت میں بحالت صوم ایک باکرہ پر چڑھ بیٹھے اور پھر باہر نکل کر امرائے دولت سے استفتا کیا (کنز العمال باب تحمۃ المسیح والمفسد) یا حضرت فاروق بہ تمسخر و استہزا سورہ فاتحہ میں آخر

کی آیت اس طرح تلاوت کیا کرتے تھے جسکو معنی یہ ہوئے چلا ہمکو سیدھا راستہ اُن آسانی کے

اهدنا الصراط المستقیم سراط الذین انعمت علیهم الخ

نکل جانیوالوں کا جنپر تو نے انعام کیا (کنز العمال صفحہ ۲۴۸ ج ۱) یا بعض منافق صحابہ نے خیبر میں آنحضرت کو زہر دیا یا بعض صحابہ بمقام عقبہ آنحضرت کے ہلاک کی نیت سے آئے یا جناب عائشہ نے آنحضرت کی مرض موت میں اُنکو زہر دیا چنانچہ بخاری کتاب الطب باب اللدود میں ایک حدیث ہے جسکا بقدر ضرورت مطلب یہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جو دوا مجھے دیگئی ہے اُس میں مجھے خیبر کے سے زہر کا مزا آتا ہے اور ویسی ہی تکلیف ہوتی ہے انتہے محصلاً۔ پھر آپنے منع بھی فرمایا کہ مجھے وہ دوا نہ دینا لیکن بیہوش پاکر پھر آنحضرت کو وہی زہریلی دوا دیگئی چنانچہ مشارق الانوار حسن صغانی باب الثالث صفحہ ۱۱۳ نمبر حدیث ۲۴۸ میں بحوالہ بخاری حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا اے عائشہ!

گھر والوں میں سے کوئی باقی نہ رہجائے اُن سب کے حلق میں دوا لگائی جائے مگر عباس کے وہ اُس وقت

عائشة لا یبقی احد فی البیت الا لدّ وانا انظر العباس فانه لم یشهد کم۔

موجود نہ تھے انتہے محصلاً یعنی میرے چچا عباس کو نہ دینا۔

الغرض بعض صحابہ کی ایسی بداعمالیاں اور بد اخلاقیاں اور بکثرت ہیں جنکو کوئی شریف النفس سچا دیندار پسند نہیں کرسکتا۔ پس اگر کوئی مسلمان صحابہ یا کسی کی ایسی بداعمالیوں سے نادم ہو کر بُرا کہے تو کیا آپ اُسکو کافر کہینگے معاذ اللہ۔ ہاں عداوت پیغمبر سے کوئی کسی ادنے مسلمان کو بھی بُرا کہے اس نیت سے کہ یہ شخص پیغمبر کے دین و ملت سے منسوب اور اُسکا معتقد ہے تو اس نظر و نیت سے کسی صحابی یا غیر صحابی کا بُرا کہنے والا قطعی کافر ہے مگر حاشا کسی اہلسنت نے اس نیت سے صحابہ مذکور کے معائب مذکور اپنی تالیفات و تصنیفات میں درج نہیں کیے اور نہ شیعہ اس نظر و نیت سے معائب شیخین وغیرہ پیش کرتے ہیں لہذا بداعمال صحابہ وغیر صحابہ کے بُرا کہنے والے کافر تو کیا فاسق بھی نہیں ہو سکتے چونکہ ہمارا مذہب اسکا مقتضی نہیں کہ مذہب شیعہ کے محامد بیان کریں ورنہ اس موقع پر دکھا دیتے کہ جو فضائل اور آداب صحابہ رسول کے کتب شیعہ میں درج ہیں وہ کتب اہلسنت میں نہیں ہیں۔

ارشاد منیر خلفاء کا اصحاب بدر ہونا ثابت ہی اور اصحاب بدر سے رضامندی خدا کی اور بخشش قرآن سے ثابت ہی تو جس بات کا مواخذہ خدا نہ کرے بندے مواخذہ کرنیوالے کون اور اسکا حاصل کیا۔ گو قرآن شریف سے ثابت ہی مگر قرآن ہی کو غلط بتا دیا تو سب کچھ غلط ہی یعنی جو ثبوت ہم قرآن سے پیش کریں وہ صحیح نہیں ہو سکتے اور جب قرآن شریف غلط ٹھیرا تو تمام کتابیں جو مخالفین کی موافق ہیں سب غلط ہیں انکا قول قابل اعتبار نہیں کتابیں بمقابلہ قرآن بدرجہ اولے غلط ہیں انتہے بلفظہ۔

معروضہ مستنیر۔ خلفاء ثلاثہ بیشک اصحاب بدر سے تھے لیکن جملہ اصحاب بدر کے مجاہد قرآن میں یا ہونے یہ قرآن پر بہتان ہے کیونکہ بہت سے اصحاب بدر شراب خوار زانی حرام کار تھے اور حضرت ابوبکر کے نزدیک بعض بدری مرتد ہو گئے تھے جنکو زندہ آگ میں ڈالکر مار ڈالا گیا۔ از انجملہ فجاءۃ السلمی اصحاب بدر سے تھے جنکو اصحاب حاضر مدینہ کے سامنے آگ میں ڈالکر مار ڈالا۔ قد حرق ابوبکر الفجاءۃ بالنار بحضرۃ الصحابۃ (فتح الباری) لیکن کسی صحابی نے حضرت ابوبکر سے یہ دعوے نہیں کیا کہ خدا انسے راضی ہو چکا ہی اور انکی بخشش قرآن سے ثابت ہی آپ بندہ مقبول خدا پر ایسے عذاب کرنیوالے کون ہیں اسیطرح حضرت قدامہ بن مظعون خلیفہ دوم کے سالے بدری احدی شراب خوار تھے جنکو حضرت فاروق نے اپنے زمانہ خلافت میں شراب خواری کی سزا دی تھی اُس وقت بھی کسی صحابی اور خود قدامہ نے اپنے بدری و احدی ہونیکا عذر نہیں کیا۔ اور جو کچھ عذر کیا گیا وہ حضرت فاروق نے قبول نہیں کیا جو بذات خود بدریوں کے فضائل اور انکی بخشش سے واقف ہونگے۔ (ازالۃ الخفا مقصد دوم) لیکن یہ سب فضائل خلفاء امویہ و مروانیہ و عباسیہ کے زمانوں میں تیار کیے گئے ہیں اور فی الحقیقت جملہ بدریوں سے خدا کی رضامندی اور بخشش کا دعوے سراسر مہمل ہے۔

اب ہم صرف حضرت فاروق بدری احدی خندقی وغیرہ کی شراب خواری اور مقتولان کفار پر

نوحہ خوانی کی کیفیت لکھتے ہیں جس سے اُنکی وقعت اور ایمانداری ظاہر ہوتی ہے۔

مستطرف جلد دوم مطبوعہ مصر مولفہ شیخ شہاب الدین ابشیہی کی صفحہ ۲۱۵ میں ہی۔

چوہتروان باب حرمت خمر اور اُسکی مذمت اور نہی میں خدا نے شراب کی باب میں تین آیات نازل فرمائیں پہلی آیت یسئلونک عن الخمر نازل ہوئی یعنی ای محمد تم سے لوگ شراب اور جوے کے باب میں پوچھتے ہیں تم کہدو ان دونوں میں بہت بڑا گناہ ہی اور آدمیوں کیلئے نفع۔ اس آیہ کی نزول کے بعد بعض صحابہ شراب پیتے رہے اور بعض نے ترک کی حتےٰ کہ ایک صحابی نی شراب پیکر بحالت نماز ہذیان بکا اُسپر یہ حکم ہوا کہ ای ایمان والو تم لوگ نماز کے قریب بھی نہ جاؤ جبکہ تم نشہ میں ہو تا وقتیکہ تم یہ نہ جان لو کہ ہمنے کیا کہا تھا۔ اس حکم پر بھی بعض صحابہ پیتے رہے اور بعض نے ترک کی حتےٰ کہ حضرت عمر فاروق نے شراب پی اور اونٹ کے کلے کی ہڈی سے حضرت عبدالرحمن بن عوف کا سر پھوڑا پھر اُسکے بعد کفار قریش کی مقتولان بدر پر اسود ابن یعفر کافر کے نوحہ کی اشعار پڑھ پڑھ کر رونے لگے جنکا محصل یہ ہی:- (۱) لکھتے ہیں قلیب میں جو کہ بدر میں قلیب نامی کنواں ہی عزت دار جوانان عرب ہے۔

الباب الرابع والسبعون فی تحریم الخمر و ذمها و النهی عنها قد انزل الله تعالیٰ فی الخمر ثلاث آیات۔ الاولیٰ قوله تعالیٰ یسئلونك عن الخمر و المیسر قل فیهما اثم کبیر و منافع للناس الایه فکان من المسلمین من شارب و من تارك الیٰ ان شرب رجل فدخل فی الصلوٰة فهجر فنزل قوله تعالیٰ یا ایها الذین آمنوا لا تقربوا الصلوٰة و انتم سکاریٰ حتیٰ تعلموا ما تقولون فشربها من شربها و ترکها من ترکها حتیٰ شربها عمر رضی الله عنه فاخذ لحیی بعیر و شج به راس عبدالرحمن بن عوف ثم قعد ینوح علیٰ قتلیٰ بدر بشعر الاسود بن یعفر یقول ؎ وکاین بالقلیب قلیب بدر ٭ من الفتیان و العرب الکرام ٭ ایوعدنی ابن کبشة[۱] ان سنحیا ٭ و کیف حیاة اصداء و هام ٭

[۱] کفار و منافقین پیغمبر خدا کو ابن کبشہ کہتے تھے اس تسمیہ کی یہ وجہ تھی کہ آنحضرت کی والدہ ماجدہ

ابن کبشہ (یعنی محمدؐ) ہم کو کیا ڈراتا ہے کہ دوبارہ زندہ کیے جاینگے۔ بھلا جب آدمی الو ہوگیا تو پھر زندہ ہونا کیسا (یہ کفار کا عقیدہ تھا کہ بعد موت انسان الو ہوجاتا ہے) (۳) کیا تو اس سے عاجز

الفجر ان یرد الموت عنی ٭ و یبشرنی اذا بلیت عظامی ٭ الا من مبلغ الرحمٰن عنی ٭ بانی تارک شہر الصیام ٭ فقل للہ یمنعنی شرابی ٭ وقل للہ یمنعنی طعامی ٭

ہی کہ ہماری موت کو روکے اور اُسپر قادر ہے کہ جب ہڈیاں گل جائیں تو زندہ کرے (یہ انکار قیامت ہے) (۴) کوئی ایسا ہے جو خدا کو ہمارا پیغام پہنچا دے کہ ہم ماہ صیام کا روزہ نہ کرتے ہیں (یہ وجود خدا سے انکار ہے) (۵) کہدے خدا سے کہ وہ ہماری شراب روکدے اور کہدے خدا سے کہ وہ ہمارا کھانا بند کردے (یہ خدا کے قادر مطلق ہونے سے انکار ہے)

پس حضرت فاروق کی اس کارستانی کی خبر پیغمبر خدا کو ہوئی اور آنحضرت محل مبارک سے اس طرح برآمد ہوئے کہ ردائے مبارک لٹکتی جاتی

فبلغ ذلک رسول اللہ فخرج مغضبا یجر رداءہ فرفع شیئا کان فی یدہ فضربہ فقال عمر اعوذ باللہ۔

تھی اور آپ اُس کو گھسیٹتے جاتے تھے پس آنحضرت نے اُٹھایا عصا یا (جوتا) جو ہاتھ میں تھا اور اُس سے حضرت فاروق کو مارا حضرت فاروق نے کہا کہ میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں انتہی محصلاً

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۹) آمنہ بنت وہب بن عبد مناف تھیں۔ وہب کی ماں عمرہ بنت وجز بن غالب تھیں اور حضرت وجز کی کنیت ابوکبشہ تھی اور وہ بت پرستی کی مخالف تھے چونکہ آنحضرت بھی بت پرستی کی مخالف تھے اس وجہ سے منافق آنحضرت کو بھی ابن کبشہ کہتے تھے چنانچہ جب ولید بن مغیرہ یعنی خالد سیف اللہ کا باپ مرنے لگا تو بہت رویا جب ابوجہل اُسکا ہم پیشہ آیا تو اُسنے بیقراری سے رونیکا سبب پوچھا ولید نے کہا کہ میں موت کے غم سے نہیں روتا بلکہ اس لیے روتا ہوں کہ اب ابن کبشہ کا دین ترقی کریگا۔

[1] رسوم جاہلیت مولفہ مولوی نجم الدین سیوہاری کے صفحہ ۱۳ میں یہ اشعار نوحہ دوسرے الفاظ سے درج ہیں۔ دوم اُس میں مصنف نوحہ کا نام شداد بن اسود بن عبد الشمس بن مالک ہے اسود ابن جعفر نہیں۔

ایمان سے فرمائے کیا خدا ایسے میخوار بدریین سے خوش ہوا جو مقتولان کفار پر بزم بنا کر نوحہ خوانی کریں اور ورثائے مقتولین کو جوش انتقام دلائیں پیغمبر خدا کی توہین کریں - وجود خدا اور عذاب قبر وحشر ونشر سے انکار کریں جو اصل الاصول اسلام ہے اور اُسکا منکر باتفاق جمہور اسلام کافر ہے اور خدائے تعالٰے نے سورۂ مجادلہ میں فرمایا ہے کہ اے رسولؐ تم

لاتجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اٰبائهم او ابنائهم او اخوانهم او عشیرتهم الخ

اُس قوم کو ہرگز ایماندار نہ پاؤ گے جو دشمنان خدا سے دوستی رکھتی ہے اگرچہ وہ اُنکے باپ بیٹے بھائی اور رشتہ دار ہی کیوں نہوں انتہے ملخصاً۔

اس آیت کی بنیاد پر حضرت فاروق کی بہت کچھ تنقیص ہوسکتی تھی لیکن تفضیح صحابہ ہمارا مذہب نہیں اس سبب سے اس جلسہ شراب کے گیارہ حضرات بدری ومہاجر وغیرہ کا ذکر نہیں کرسکتے ورنہ دکھادیتے کہ بڑے حضرت بھی اس جلسہ میں ہوتے اور یہ بھی ثابت کرتے کہ حضرت فاروق سے نہ سفر حج میں ترک ہوئی نہ مرتے دم تک (دیکھو ازالۃ الخفا وصحیح نسائی وغیرہ)

اس مقام پر دو باتیں یادرکھنے کے قابل ہیں اول یہ کہ باستثنائے جناب امیرؑ جس قدر مبشرۂ جنات بنائے گئے ہیں وہ سب خلفاء ثلاثہ کے عزیز قریب اور بعض جدی رشتہ دار ہیں جناب امیرؑ کو بنظر فریب خلائق مداحوں نے احادیث موضوع کر کے شریک کرلیا ہے جیسا کہ بخاری حدیث سعد بن ابی وقاص سے ظاہر ہے اور کچھ حصہ دوم الامامہ مولفہ احقر سے واضح ہوگا جو اسی غرض سے پیش کیا گیا ہے دوم حضرت فاروق کی زمانہ رسالت میں اسی قدر عزت تھی کہ باوجود مسلسر ہونیکے خطا پر عصا یا جوتے سے جُتیا دیئے جاتے تھے لیکن خلافت نے چار چاند لگادیئے پس اُس زمانہ سے اُنکے محامد شروع ہوئے اور دولت کے لالچ اور حکومت کے دباؤ سے لاکھوں مداح فتح کے نقارچی پیدا ہوگئے اور معاویہ نے جناب امیرؑ کی عداوت کے سبب انکے فضائل موضوعہ کے مدارس جاری کردیئے اور جوں جوں زمانہ گزرتا گیا دنیا طلب قابو چی اور اُن انکا ذیب کو رونق دینے لگے۔

اور چند صدیوں کے بعد بعض اہل علم و فضل بھی اُن اکاذیب کا سلسلۂ روایتہ سابقہ دیکھکر دھوکے میں آگئے اور وہ سلسلہ ہم تک پہنچا ۔ صرفت العمر فی لھو ولعب ۔ فاھا ثم اعاثم اھا۔ انتہی ارشاد منیر۔ اب ثبوت دیا جائے کہ فلاں شخص نے اُنکو بھاگتے دیکھا اور یہ بھی بتایا جائے کہ اُس جنگ میں نتیجہ شکست ہوا یا فتح۔ اگر شکست ہوئی تو کون کون صاحب لڑتے رہے اور اُنہوں نے کیوں شکست کھائی۔ خصوصاً حضرت علیؑ جنہوں نے تنہا خیبر فتح کیا اُس میں اُنہوں نے کیا کارنمایاں کیا بتایا جائے۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ جو لوگ جم کر لڑے وہ شہید ہوئے جو بچ گئے وہ شکر بچے اگر نہ ہٹے نہ بھاگے تو فاتح لوگوں نے انہیں کسطرح چھوڑ دیا۔ یہ بتایا جائے خود بھاگ کر بچے یا مخالفین کو بھگا کر اور پیغمبر خدا اُس وقت کہاں تھے اور حضرت علیؑ کہاں تھے۔ انتہیٰ بلفظہ۔

معروضہ مستنیر۔ بمقاصد حیرت اسی غرض سے نذر کیا گیا ہے کہ عریضہ میں طول نہو بس اُسکا صفحہ ۱۰-۱۱ ملاحظہ فرمالیجیے کہ جناب ابوبکر احد میں بھاگے اور وہ خود فرماتے ہیں کہ واپس آنیوالوں میں میں نمبر اول تھا (تاریخ الخلفاء سیوطی) چونکہ جملہ اہلسنت اُنکو صدیق اکبر جانتے ہیں اور بعض احادیث سے بھی پایا جاتا ہے کہ پیغمبر خدا نے بھی جناب ممدوح کو خطاب صدیق سے مخاطب فرمایا چنانچہ ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۴۳ میں ہے آنحضرتؐ نے فرمایا تیری ماں تجھے روئے اے صدیق تم میں شرک چیونٹی کی چال سے زیادہ چھپا ہوا ہے ثکلت امك یاصدیق الشرك فیکم اخفی من دبیب النمل۔ پس جبکہ حضرت صدیق اکبر اپنی فراری خود ظاہر فرمائیں تو اہلسنت کو اُنکی صداقت کیلیے دوسری شہادت طلب کرنی سوء ظنی ہے۔

اسی طرح حضرت فاروق جنکی نسبت جعل اللّٰہ الحق علی لسان عمر کا عقیدہ ہے اُنہوں نے بھی خود ہی فرمایا ہے کہ میں شکست احد پر بھاگا اور پہاڑ پر چڑھ گیا تو اُسپر پہاڑی بکری کی طرح اُچکتا تھا (در منثور) اور حضرت قتادہ انصاری حضرت فاروق کی فراری کے گواہ ہیں (دیکھو بخاری) اور خیبر و تبوک و حنین سے بھاگنے کے سیکڑوں گواہ ہیں (فتح الباری) اور وادی الرمل سے بھاگنے کے گواہ علاوہ سیکڑوں کے حضرت عمرو عاص ہیں (حبیب السیر)

پس جناب والا کی منصف مزاجی سے امید ہے کہ انہی چند اسناد پر فیصلہ فرمائینگے اور حضرت عثمان غنی کی فراری اظہر من الشمس ہے (ترمذی) جسکا اقرار بہت سے علماء نے بھی کیا ہے اور باقی اصحاب ثلاثہ مثل امین الامت۔ سیف اللہ۔ طلحہ۔ زبیر وغیرہم کا بھاگنا۔ یہ سب کتب تفاسیر و احادیث و تواریخ وغیرہ سے ثابت ہے لیکن تسکین خاطر شریف کیلئے فراری شیخین کی ایک سند اور بھی لکھے دیتا ہوں ملاحظہ ہو۔

تفسیر کبیر جلد ثالث صفحہ ۳۳۱ تحت آیہ وشاورهم في الامر میں فخر رازی نے لکھا ہے۔

پانچواں مسئلہ یہ ہے جو واحدی نے وسیط میں عمرو بن دینار سے اور اُنہوں نے ابن عباس سے روایت کی ہے ابن عباس نے کہا کہ آیت وشاورهم في الامر میں پیغمبر خدا کو مشورہ کرنیکا حکم جو ہوا تھا وہ مخصوص ابوبکر و عمر سے تھا (فخر رازی) فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ بات عجیب ہے کیونکہ خدا نے مشورہ کا حکم اُن لوگوں سے دیا تھا جنکو توبہ و استغفار کا حکم دیا تھا اور وہ فراریوں سے تھے تو بیشک عمر فاروق تو فراریوں سے تھے تو وہ آیہ مذکورہ کے تحت میں داخل ہو گئے مگر ابوبکر وہ فراری نہ تھے وہ کیونکر اس آیت کے تحت میں داخل ہونگے انتہے محصلاً۔

المسئلة الخامسة روى الواحدي في الوسيط عن عمرو بن دينار عن ابن عباس انه قال الذي امر النبي بمشاورة في هذه الاية ابوبكر و عمر و عندي فيه اشكال لان الذي امر الله رسوله بمشاورتهم في هذه الاية هم الذين امره بان يعفو عنهم و يستغفر لهم و هم المنهزمين (هب) ان عمر كان من المنهزمين فدخل تحت الاية الا ان ابابكر ما كان منهم فكيف يدخل تحت هذه الاية۔

دیکھیے اسلام میں جو فساد پڑے وہ ایسی ہی صورتوں سے کہ ابن عباس جو ہمعصر شیخین ہیں وہ تو فرماتے ہیں کہ مشورہ کرنیکا حکم مخصوص ابوبکر و عمر سے تھا اور جن سے مشورہ کا حکم تھا وہ فراریان جہاد سے تھے اور انہی کو توبہ و استغفار کرنیکا حکم ہوا تھا اور فخر رازی جو چھٹی صدی میں گزرے وہ فرار ابوبکر کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ ابن عباس کو تو ہین ابوبکر کی سبب جھوٹا ثابت کرتے ہیں ان هذا لشیء عجاب

جنگ احد کی شکست پر حضرات شیخین نے صرف یہی نہیں کیا کہ بُرا وقت پڑتی ہی جان بچا کر بھاگ گئے ہوں جی نہیں بھاگتے بھاگتے ایک بہت بڑی اسلامی مدد کرتے گئے تھے کہ جس سے تمام مسلمانوں اور پیغمبر خدا کا خاتمہ اُسی روز ہو جاتا تو تعجب نہ تھا وہ کام یہ تھا کہ اپنے ہم مذاق دوستوں کو بھاگتے بھاگتے یہ سبق دیتے گئے قتل محمدؐ فارجعوا الیٰ ادیانکم چنانچہ مسند امام احمد بن حنبل میں ہے (راوی کہتا ہے) کہ جناب علیؑ نے عمر کو کیا یہ طعنہ نہیں دیا تھا (تم وہی ہو نا کہ) تم نے شکست احد پر یہ منادی کی تھی کہ محمدؐ مارے گئے پس تم اپنے دین آبائی کی طرف پلٹ جاؤ پس عمر نے کہا جی نہیں بلکہ حضرت ابوبکر نے یہ منادی کی تھی۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی کہ جن لوگوں نے پشت پھیری تھی تم میں سے جس دن کہ دو جماعتیں ملی تھیں بیشک اُنکو شیطان نے بہکایا تھا۔ انتہے محصلاً۔

لما قال علی لعمر الست المنادی قتل محمدؐ فارجعوا الیٰ ادیانکم فقال عمر انما قالها ابوبکر ثم نزلت ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان انما استزلهم الشیطان۔

پس اب فخر رازی یا اُنکے ہم مذہب فرمائیں کہ دو جماعتوں کے بہکانیوالے بڑے حضرت تھے یا چھوٹے حضرت اور قتل محمدؐ فارجعوا الیٰ ادیانکم کی ندا دینے والے کون صاحب تھے۔ اور اس ندا سے برگشتگی عن الاسلام ثابت ہے یا نہیں۔

اب رہی آپکے اُن رمز و کنایوں کی جوابات خصوصًا حضرت علیؑ جنہوں نے تنہا خیبر فتح کیا۔ جو جم کر لڑے وہ شہید ہوئے۔ خود بھاگ کر بچے۔ پیغمبر خدا کہاں تھے اور حضرت علیؑ کہاں تھے وغیرہ وغیرہ۔ تو یہ فضولات مجانین کی ہفوات ہیں۔ ان رنج آمیز کنایوں کے جوابات مقصود مناظرہ کو غارت کرنیوالے ہیں ان سے معاف فرمایا جائے اور جناب امیر علیہ السلام کا خیبر فتح کرنا۔ مالک خیبر مرحب و عنتر پہلوانوں کو قتل کرنا۔ درِ خیبر اُکھیڑنا۔ یہ باتیں علماء فریقین کے نزدیک صحیح ہیں آپ صرف مدارج النبوۃ شیخ عبد الحق محدث دہلوی ملاحظہ فرمائیے تو سب کچھ روشن ہو جائیگا۔

ارشاد منیر۔ اسلام کو روپے اور ہتھیار کی ضرورت تھی آسانی (یہ لفظ میری سمجھ میں نہیں آیا) کی ضرورت تھی۔ یہ سب امور بالتفصیل تاریخ وغیرہ میں مرقوم ہیں سب کچھ کیا گیا جب تو

اسلام آج تک رہا اور تا قیامت رہیگا جسقدر اعتراضات آپکے ہیں وہ تاریخ سے دیکھیئے مجھے بتفصیل لکھنے کی ضرورت نہیں۔ نہ خط میں لکھنا ممکن ہو نہ مجھے اس مہملات میں اپنا وقت ضائع کرنا پسند جو کچھ ہر ایک کی خلافت میں ہوا وہ تو آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔ اور ظاہر ہے کہ کس کس وقت میں اسلام کی قوت کیسی کیسی ہوئی اور کس کس نے کیسے ملک فتح کیئے۔ دیکھیئے۔ طبری۔ مغازی۔ فتوح الشام والمصر۔ تاریخ الخلفاء۔ سیرۃ الفاروق۔ الفاروق۔ کتاب حالات خلیفہ اول روضۃ الصفا۔ حملہ حیدری۔ آیات بینات۔ تحفہ اثنا عشری۔ انتہےٰ بلفظہ۔

معروضہ مستفیر۔ بیشک ابتدا میں اسلام کو روپیہ اور ہتھیار کی ضرورت تھی تو یہ محتاج خاندانی مفلس خود پیغمبر خدا کے در کی گدائی کرکے اپنا پیٹ پالتے تھے۔ یہ کیا روپیہ سے مدد کر سکتے۔ چنانچہ تذکرۃ الانساب کے صفحہ ۱۲ میں مولوی شفیع احمد صاحب نے منبع الانساب سے یہ عبارت نقل فرمائی ہے۔ مہاجرین وہ لوگ ہیں کہ ہمراہ پیغمبر ہجرت کرکے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کے تھے انہی مہاجرین کو اصحاب صفہ کہتے ہیں۔ یہ لوگ فقرا و مساکین سے تھے شرافت انکی چنداں معتبر نہیں۔ انتہےٰ بلفظہ۔

الامامۃ مؤلفہ احقر کا حصۂ دوم ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت ابوبکر بروئے حدیث عائشہ مندرجۂ بخاری بھیڑ بکری چراتے چراتے پارچہ فروش ہوگئے تھے اور پارچہ فروشی بھی ایسی نہ تھی کہ وہ بھی ادنے مالیت کی تھی یعنی باذوبچادریں ڈالکر یا سر پر گٹھر رکھکر گلیوں میں پھیرے کرتے تھے اسی حالت کے سبب ایسے کوتاہ نظر تنگ دل تھے کہ پیغمبر جیسے داماد سے دو سو درہم کے اونٹ کی قیمت دو سو وصول کی تھی (مدارج النبوۃ) اسماء اپنی بڑی بیٹی کی شادی کرنی نصیب نہ ہوئی۔ آخر اسی غریب نے دو چادروں پر زبیر بن العوام سے متعہ کرلیا تھا (تاریخ کامل) جسکا پیشہ خیاطی اور بعض کے نزدیک قصائی کا تھا۔ (حیوۃ الحیوان دمیری لغت جزور) اور وہ قریشی بھی نہ تھا۔ اسی طرح حضرت عائشہ کو ایک تانبے کا تار نہ دیا تھا بلکہ لوٹے کٹورے بدنے۔ بورئیے پر ان کا بھی رسول اللہ سے متعہ کر دیا تھا (دیکھو ہفوات المسلمین بحوالہ مروج الذہب)

حضرت فاروق اور اُنکے باپ بکریاں پہاڑوں پر سے لاکر بیچتے تھے نوروٹی میسر آتی تھی (ازالۃ) پھر اونٹ چرانے لگے (بخاری) پھر گدھے بیچنے لگے (نہایت المطالب) پھر حضرت خالد سیف اللہ کے باپ ولید بن مغیرہ لوہار کے ہاں جمالی چوکیداری پر نوکر ہوکر ملک شام میں گئے (شرح نہج البلاغۃ) پھر دو قوم و قبائل کے لڑانے اور ملانے میں کمال پیدا کیا جہاں سے اُنکو فاروق کا خطاب ملا (روضۃ الصفا) پھر دلالی کرنے لگے (صراح) وہ بھی کہاں مدینہ میں ہجرت کے بعد پس دلالی میں بسر کرتے تھے اور غنیمت کا مال جمع کرتے تھے۔

حضرت عثمان خاندانی مفلس۔ انکی حقیقی بہن آمنہ بنت عفان مشاطہ گری کرتی تھیں اور انکے بہنوئی حکم بن کیسان بنی مخزوم کے غلام حجامی سے بسر کرتے تھے (اصابہ جلد اول صفحہ ۷۱۲) اور انکے باپ مخنث تھے دف بجاکر بسر کرتے تھے (شرح نہج البلاغہ) کچھ ترقی کرکے پارچہ فروشی کرنے لگے اور جب غنیمت حلال ہوگئی تو مال جمع کر کرکے غنی ہوگئے۔ ان تینوں صاحبوں اور انکی جگری دوستوں کی ثروت و حیثیت کا فوٹو الامامۃ کے حصہ دوم میں کھینچ دیا ہے اُس میں دیکھ لیجیے۔ انہی حضرات کی مفلس گروہ نے حضرت خدیجۃ الکبرےٰ رضی اللہ عنہا کا سارا مال ہضم کیا اور بعد رسول خدا انہی علیین مکان کی بیٹی جگر گوشۂ رسول سے نمک حرامی کی یعنی میراث پیغمبر نہ دی جو سات قسم کی تھی۔ بنی نضیر کے سات باغ جو ایک یہودی کی وصیت سے آنحضرت کی قبضہ میں آئے تھے جبکہ وہ احد کے دن مسلمان ہوا تھا یا آل بنی نضیر جبکہ صلۂ بد عہدی میں وہ جلاوطن کیے گئے نصف آمدنی فدک کی جو بعد فتح خیبر بہ صلح ٹھیری تھی وادی القرےٰ کے محصل کی تہائی خیبر کے دو قلعے و طیح بسلالم جو صلح سے قبضہ میں آئے تھے خمس خیبر (المعلم ترجمۂ صحیح مسلم بروایت قاضی عیاض صفحہ ۱۸۷۰) پس جبکہ خلفاء کا افلاس شدید اہلسنت کی کتب کثیرہ سے ثابت ہے تو پھر یہ کس بنیاد پر دعوے ہے کہ ان لوگوں نے پیغمبر خدا کی روپیہ سے بھی مدد کی۔

ہتیار کی مدد کو وقت تو یہ سب سے پہلے جان بچاکر گریز کرتے تھے جیسا کہ مقاصد حیرت اور الامامۃ سے ظاہر ہے اور کچھ وضاحت اسکی بھر وضہ ۱۳ میں گزر چکی ہے۔

جناب نے اپنی گیارھویں ارشاد میں تواریخ کو نامعتبر قرار دیا ہے اور اس ارشاد میں حوالہ جات تاریخی سے ثبوت دعوے فرما رہے ہیں حیرت ہے کہ چند سطور کے خط میں یہ بھول ہے تو چند ورق اگر تحریر فرمائیں تو نہیں معلوم کہ کیسی فاش غلطیاں واقع ہونگی۔

خلفاء ثلاثہ نے جیسی کچھ روپیہ اور ہتھیار سے اسلام کی امداد کی وہ بالتفصیل مختلف تواریخ میں مرقوم ہے لیکن اُنہی تواریخ میں فضائل کے ساتھ رذائل بھی درج ہیں اُنکو آپ قبول نہیں فرماتے حالانکہ جس قدر تواریخ قدیم ہیں وہ سب اہل سنت ہی کی مؤلفہ ہیں اور اسی طرح صحاح وغیرہ مگر ان سب میں تقبیح و تفضیح خلفاء ثلاثہ موجود ہے مگر آپ فضائل کی عبارت کو معتبر اور رذائل کی عبارت کو نامعتبر بتاتے ہیں گویا ایک بام دو ہوا کی مثل آپ ہی کے مذہب پر صادق آتی ہے۔

اعمال خلفاء ثلاثہ کو جناب والا جو بقائے اسلام کا سبب سمجھے ہوئے ہیں جس پر یہ دعویٰ ہے کہ سب کچھ کیا گیا جب تو اسلام رہا اور تاقیامت رہیگا تو اس دعوے کے منجملہ روپیہ اور ہتھیار کی معاونت تو آپ ملاحظہ فرما چکے کہ ان مفلس اور ڈرپوک لوگوں سے نہ ہو سکی اور باقی معونتیں جو ان حضرات نے بانی اسلام اور اُنکی عترت کے ساتھ کی ہیں یعنی اکثر مقامات پر پیغمبر خدا کی نافرمانیاں گستاخیاں وغیرہ اور عترت کی غصب میراث و جاگیرات۔ گرفتاری جناب علی اور ایمائے قتل علیؑ اور احراق بیت فاطمہ اور ضرب بطن سیدہ وغیرہ اگر انکو میں لکھوں تو جناب والا مجھے قطعی رافضی جانینگے۔ اس سبب سے میں ان مصائب کا ذکر زبان پر نہیں لاتا لیکن ان حضرات کی اور معونتیں جو وہ بھی آفتاب سے زیادہ روشن ہیں اُن میں سے کچھ بیان کرتا ہوں ملاحظہ ہوں۔

اعانت اسلام حضرت ابوبکرؓ

بیعت خلافت اولٰے کے دسویں روز لاکھوں مسلمان بددل ہو گئے اس بات پر کہ ہم کیسی شریف قوم کے آدمی سے بیعت کرینگے یا رسول خدا کے کسی رشتہ دار سے پس اس پر ایک غضب کا ہنگامہ برپا ہوا تیرہ قبائل عرب سے مختلف مقامات پر جنگیں ہوئیں۔ جن میں سے ایک مقام پر جنگ بنو حنیفہ میں مدینہ کے رہنے والے مہاجر و | وقد قتل من المهاجرين والانصار من المدينة

انصار سے ۳۶۰ مارے گئے اور غیر مدینہ کے مہاجرین سے تین سوا نیسے محصلاً۔ پھر اسی کتاب میں ہے کہ جنگ بنو حنیفہ کے مقام	ثلثمائۃ وستون ومن المهاجرين من غير المدينة ثلثمائۃ (از تاریخ کامل ابن اثیر جزری جلد ۵ صفحہ ۱۴۰)

عقربا میں سات ہزار اور بکر دھکر میں سات ہزار جملہ اکیس ہزار مسلمان مارے گئے اور بنو حنیفہ والوں کی طرف سے جو مسلمان مارے گئے انکا شمار خدا ہی کو معلوم ہے حالانکہ قرآن میں ہے۔ کہ:۔

مشرکین اگر امان مانگیں تو امان دو نہ یہ کہ مسلمانوں ہی کو قتل کر دو۔	وان احد من المشركين استجارك فاجره الخ۔

مشہور تو یہ ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی خلافت میں مسلمانوں میں بہت خونریزی ہوئی اور تواریخ معتبرہ میں دیکھو تو جس قدر حضرت ابوبکر نے اپنی خلافت کی وسعت و استحکام کیلئے مسلمانوں کی جانیں تلف کیں اتنی حضرت امیرؑ کی جنگ جمل و صفین و نہروان میں ضائع نہیں ہوئیں پھر حضرت امیرؑ کی جنگیں بموجب حدیث مشہورہ تاویل قرآن پر تھیں اور حضرت ابوبکر کی جنگیں دنیا کے واسطے۔ ان حق اور ناحق کی جنگوں میں آپ کہیں نہ پائیں گے کہ بحکم جناب امیر کسی فاتح مسلمان نے کسی مغلوب و مقہور کو لوٹا ہو یا اسکا گھر ضبط کیا ہو یا کسی مغلوب کی میت یا اسیر کو جلا کر مار ڈالا ہو یا کنوئیں میں ڈبویا ہو یا پہاڑ سے لڑھکایا ہو یا مثلہ کیا ہو لیکن حضرت ابوبکر کے زمانہ میں یہ سب عمل اور ایسے احکام انکی محاربین کیلئے آپ کتب معتبرہ تواریخ میں پائینگے جیسے کہ مقاصد حیرت اور الامامۃ میں بحوالہ کتب مورخ ہے حالانکہ پیغمبر خدا کا حکم تھا کہ زخمیوں کو اور اسیروں کو قتل نہ کیا جائے۔ فراریوں کا تعاقب نہ کیا جائے (زاد المعاد ابن القیم جلد ۲ صفحہ ۲۰) ہاں حضرت ابوبکر کی جنگوں کا نتیجہ البتہ بخیر ہوا یعنی جس قدر مسلمانوں کی جانیں ضائع ہوئیں اسکے قریب قریب جہاد صدیقی سے تابعی پیدا ہو گئے یعنی جن مسلمانوں پر افواج صدیق نے فتح پائی انکا مال و اولاد و لونڈی غلام اور انکی ازواج و بنات سب پر قبضہ و تصرف کیا جس سے بکثرت ولد الزنا تابعی پیدا ہو گئے (ملل و نحل شہرستانی و روضۃ الاحباب وغیرہ) اور جناب امیرؑ

کے لشکر اُس قسم کی غنیمت اور اولاد سے محروم رہے۔ ان جنگوں کے خاتمہ کے بعد مثنیٰ بن حارث شیبانی جو بیت قطعہ عراق کی طرف جاکر لوٹ مار اور قزاقی و رہزنی کر رہا تھا جسکے سبب خلق اللہ پریشان تھی حضرت ابوبکر نے خالد بن ولید کو اُسکی مدد کیواسطے مع فوج و خزانہ بھیجا۔ جن لوگوں میں ہزارہا مسلمان دولت کی لالچ میں مارے گئے اور ہزاروں جوان عورتیں بے شوہر کے سبب زنا میں مبتلا ہوئیں اور یہ جنگیں قرآن کے بالکل خلاف تھیں جیسا کہ الامامۃ کے بیان صفات عصمت اجماعی سے واضح ہوگا افسوس ہے کہ اہلسنت اس قسم خونِ ناحق اور اتلاف و اہلاک خلق اللہ کو اسلام پھیلانا سمجھے ہوئے ہیں جسکے سبب اسلام پر بہت بڑا دھبا لگتا ہے اور عیسائیوں کا وہ اعتراض ثابت ہوتا ہے کہ اسلام شمشیر سے پھیلایا گیا ہے حقانیت و صداقت سے نہیں پھیلایا گیا۔ دوسرا افسوس اُن سُنّی مورخین پر ہے جنہوں نے بے دیانتی سے قبائل عرب کے محاربین ابوبکر کو مرتد ظاہر کیا ہے حالانکہ صحاح وغیرہ کتب سے ثابت ہے کہ محاربان و مخالفان ابوبکر میں سے جملہ مرتد نہ تھے بلکہ اُنہیں مسلمانوں کا حصہ غالب تھا (بخاری وغیرہ)

اعانت اسلام حضرت عمرؓ

مسلمانوں کو قتل کرنیکا وسیع موقع جیسا کہ ان حضرات کو میسر آیا شاید کسی اور کو ملا ہو اور تواریخ سُنّیہ میں جس قدر انکے فتوحات کی دھوم دھام ہے اور کسی کی نہیں لیکن انکے زمانہ اور حضرت ابوبکر کے زمانہ میں یہ فرق ہے کہ مسلمانوں کی آپس میں خونریزی انکو زمانہ میں نہیں ہوئی۔ بلکہ جن مسلمانوں کو مال و متاع اور جورو بیٹی بغیر عقد شرعی حضرت ابوبکر نے حلال کردی تھیں انہوں نے جہانتک مال و متاع میسر آیا وہ مسلمانوں کو واپس دیا اور اُنکے لونڈی غلام اور جورو بیٹیاں واپس لائے لیکن جو اپنے مالکوں سے حاملہ تھیں یا صاحب اولاد ہو چکی تھیں وہ اُسی طرح اپنے فاتحین کے تصرف میں رہیں (ملل و نحل)

حضرت فاروق کی توسیع حکومت کے انتظام جو قرآن کے خلاف تھے وہ تو الامامۃ میں ملاحظہ فرمائیے لیکن جیسا ذلیل و خوار اور مجبور انہوں نے مسلمانوں بلکہ صحابۂ کبار کو کیا ہے حضرت

ابوبکر نے نہیں کیا مثلاً ابی بن کعب اور سعد بن ابی وقاص کو صرف اس بات پر کوڑا
مارنا کہ ہم سے آگے کیوں چلتے ہو (تاریخ خمیس جلد دوم صفحہ ۳۰۲) یا والذاریات ذروا
کے معنی پوچھنے پر صبیع سردار قوم کو سو کوڑے روز مارنا (ازالۃ الخفا) یا مہاجرین و بدریین
وغیرہم کو اپاہج بنا کر مدینہ میں نظر بند رکھنا یا حدیث رسول بیان کرنے پر حضرت ابوہریرہ کو
خوب پیٹنا یا معاندان بنی ہاشم کو عہدہائے جلیلہ دینے یا متعہ کو حرام کر کے زنا کی کثرت کرا دینا
جسکے سبب محکمہ قیافہ جاری کرنا پڑا تھا جس میں بچوں کے نسب دریافت ہوتی تھی یا قرآن
سے جورو اور اسکی بیٹی کو حلال جانکر فتوے دینا (درمنثور) یا قومی لوگوں کی میراث میں رعایتی احکام
جاری کرنے جن اختلافات کا آج سلجھاؤ نہیں ہوسکتا۔ یا جاہلوں کو قاضی بنا کر ممالک میں بھیجنا۔
یا مذہب جبر کی بنیاد ڈالنا یا عام عربوں کو عترت رسول کا دشمن بنا دینا یا عمداً قرآن میں سے اسمائے
منافقین نکلوا کر اسکی تکمیل تراویح سے کرانی یا کتب خانۂ قدیم جسمیں علوم انبیا تھے انکو جلوا دینا
یا برخلاف نصوص قیاس کا جاری کرنا یا خلافت رسول کو شورے میں ڈلوا کر عترت رسولؐ کو
اُس سے محروم کرانا اور غیر متعلق خاندانوں کو خلافت کا مدعی بنوا دینا جسکے سبب صدیوں سادات بنی فاطمہ
اور متبعان اہلبیت قتل ہوتے رہے۔ جسکی ظاہری ابتدا جنگ جمل و جنگ صفین و نہروان سے ہوئی۔
غرض اس مجمل اور مختصر سیرت شیخین سے ثابت ہے کہ یہ سب احسانات اسلام اور مسلمانوں
پر حضرت فاروق کے ہیں جنکے سبب اسلام میں فرق پیدا ہوئے اور آج بھی ہوتے رہتے ہیں اور آپس
میں انہی کی بدولت جوتی بیزار چلتی رہتی ہے اور اس مُنہ پر انکو محسن اسلام سمجھا جاتا ہے اور
یہ وہی سیرت شیخین تھی جسپر عامل ہونے سے جناب امیر علیہ السلام نے انکار فرمایا تھا لیکن
اب ہم ان بزرگ کا ایک انوکھا قانون ایسا ہی لکھتے ہیں کہ جسکی مثال کسی قطعۂ ارض کے بادشاہ
ظالم و سفاک کا بھی تاریخی دنیا میں نہ پائیں گے۔ وہ یہ ہے۔
اہتمام میت یا مصیبت پر انبیاء کا جزع و فزع اور بین و شین کتب آسمانی سے ثابت ہے مثلاً
حضرت یعقوبؑ کا غم یوسف علیہ السلام میں اور حضرت عیسٰے علیہ السلام کا صلیب پانیکے وقت

اور حضرت فاطمہ بنت اسد والدہ جناب امیرؑ پر رسولِ خدا کا جزع و فزع اور شہادت حضرت امیر حمزہ پر خانۂ پیغمبر میں ماتم و نوحہ خوانی۔ لیکن جناب فاروق رضی اللہ عنہ ایسے موقع پر بھی رونیوالونکو لکڑی سے مارتے تھے یا پتھر ماری کر یا رونیوالے کے منہ میں مٹی بھرتے تھے انتہی ملخصاً اب اس وحشی قانون کی اور ترقی ملاحظہ ہو۔

وکان عمر یضرب فیه بالعصا ویرمی بالحجارة ویحثی بالتراب (بخاری جلد اوّل صفحہ ۱۴۵)۔

اغاثۃ اللہفان کی صفحہ ۱۲ میں ابن القیم نے لکھاہے کہ:۔ حضرت عمر اپنے آخر زمانہ میں فرماتے تھے کہ ہم کسی بات پر اس قدر نادم نہیں ہوئے جتنا ان تین باتوں پر ایک یہ کاش کہ ہم ایک مرتبہ کی تین طلاق کو حرام نہ کئے ہوتے۔ دوسرے غلاموں کو نکاح کی اجازت نہ دی ہوتی تیسرے رونیوالی عورتوں کو قتل نہ کیا ہوتا انتہی محصلاً۔

قال قال عمر بن الخطاب ما ندمت علی شئ ندامتی علی ثلاث ان لا اکون حرمت الطلاق وعلی ان لا اکون انکحت الموالی وعلی ان لا اکون قتلت۔ النوایح

جناب لا سمجھ سکتے ہیں کہ حضرت سیدہ صلوات اللہ علیہا جو اپنے باپ کی میت کو اپنے گھر میں نہ روسکیں بلکہ روزانہ بستی کے باہر رونیکے واسطے حزن خانہ میں تشریف لیجاتی تھیں اور رات کو جناب امیر علیہ السلام گھر میں لاتے تھے اسکی کیا وجہ تھی بس اسکی وجہ یہی تھی کہ ظلم فاروق کی سبب آپ اپنے باپ کو نہ روسکتی تھیں۔ چونکہ حصول خلافت کا ابتدائی زمانہ تھا اور چند قبائل عرب سے جنگ پیش تھی اس سبب سے رحم کیا گیا کہ جناب سیدہؑ کو بستی کے باہر رونیکا موقع ملگیا ورنہ نہیں معلوم کہ حضرت سیدہؑ کے ساتھ بھی کیا سلوک کیا جاتا اور یہ جو بعض خوش اعتقاد اہلسنت نے لکھا ہے کہ اہل محلہ نے درخواست کی کہ یا سیدہؑ آپ دن کو روئیں یا رات کو اس وجہ سے آپ حزن خانہ میں دن کو تشریف لیجاتیں۔ یہ جاہلوں کی بناوٹ ہے۔ محلہ کون اور محلہ والے کیسے۔

بات یہ ہے کہ مسجد نبوی میں خلیفہ کا اجلاس ہوتا تھا اور مسجد سے تمام ازواج مطہرات کے اور حضرت سیدہؑ کا مکان ملحق تھا چونکہ وہ شادیانہ بجانے اور مبارکباد دینے کا موقع تھا اسکو

برخلاف خانہ سیدہؑ سے آہ و فغاں کی آواز بلند رہتی تھی جو بدشگونی سمجھی جاتی تھی سیوم یہ کہ آہ و زاری حضرت عائشہ و حفصہ کو ناگوار تھی۔ چہارم بعض نیک نہاد صحابہ کو دل صحیحہ سیدہؑ سے بے چین ہو جاتے تھے اور غمخوار شیخین کو بلوہ کا اندیشہ ہوتا تھا ان وجوہ سے حضرت سیدہؑ کو باپ کو رونیکے واسطے دن کو ان لوگوں سے دور جانا پڑتا تھا اور رات کو خلیفہ کا اجلاس اپنے مکان واقع کلہ سخ جو مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر تھا وہاں ہوتا تھا اور وہیں خلیفہ بھی شب کو ساتھ رہتے تھے ان جوہ سے حضرت سیدہؑ کو رات کو اپنے گھر میں آہ و زاری کا موقع ملتا تھا۔

اُمّ فروہ ہمشیرہ حقیقی ابوبکر کو حضرت فاروق نے نوحہ گری پر ایک غیر محرم کے گھر داخل ہو کر خوب پیٹا تھا کیونکہ حضرت عائشہؓ نے اپنے باپ کے مرنے پر مجلس ماتم مقرر کرنی چاہی تھی اصل خطا حضرت عائشہ کی تھی لیکن پیٹا اُمّ فروہ کی تقدیر میں تھا (تاریخ کامل ابن اثیر جزری جلد ۲ صفحہ ۱۶۱)

حضرت عثمان بن عفان شیخین کے قدم بقدم تھے جسقدر اظلام شیخین نے کیئے وہ سب جے الوسع اور حسب موقع انہوں نے بھی کیئے۔ انہوں نے بھی حضرت عبداللہ ابن مسعود کی پسلی توڑی اور ابوذر غفاری کو بمقام ربذہ جلا وطن کیا۔ محمد بن ابی بکر کے قتل کی تیاری کی۔ جو کسریں تحریف قرآن کی شیخین سے رہ گئی تھیں وہ انہوں نے پوری کیں اور جناب امیر علیہ السلام کو بسفارش ابوذر پر مدینہ سے خارج از بلد کرنیکا منشا ظاہر کیا جو حضرت عباسؓ کی سفارش سے رکا (اعثم کوفی) اور جیسے شیخین نے عہد اپنے عزیز دل و دوست نکر دئے تھے انہوں نے اسمیں اضافہ کیا جن شکایات کی مجموعہ پر قتل کر دیئے گئے! الغرض شیعوں کے ایسے اعتراضات اور بھی بکثرت ہیں جو اگر کئے ایک جلد سے اور ہماری کتب میں متفرق طور پر بیشتا چھپے ہوئے ہیں پس خلفائے ثلاثہ کی اعانت اسلام و رعایت مسلمین کے ہزاروں اثرات اور نمونے آج بھی موجود ہیں جیسے ۱۳۲۶ اور ۱۳۲۷ ہجری میں بمقام لکھنؤ چار یاری جھنڈے کا بلوہ اور مار پیٹ اور متفرق قطعات ارض پر شور شیں اور ہنگامے اور مقدمہ بازیاں وغیرہ ہندوستان کے مختلف مقامات پر ہوئیں۔

اگر اللہ تعالےٰ جناب والا کو دل میں اسلام حقیقی کا نور عطا فرمائے تو بقول شیعہ آپکو شیخین کی بد ادیوں کے خزانے نظر آئینگے چونکہ زمانہ خلافت اول سے مسلسل خلافت سینہ رہی اور اُن سب نے یہی کوشش کی کہ خلفاء ثلاثہ کے معائب چھپائے جائیں اور فضائل موضوعہ احباب کو رواج دیا جائے تاکہ بنی فاطمہ کی طرف رجحان خلق نہونے پائے تاکہ حصول خلافت میں کامیابی نہو اس وجہ سے انکے سیکڑوں معائب چھپ گئے تو آج وہ معائب بغیر نظر عمیق کے آسانی سے نظر نہیں آسکتے۔

یہ اظہر من الشمس ہے کہ کل تواریخ قدیمہ اہلسنت ہی کی مؤلفہ ہیں جن سے مخالفان اسلام نے بھی اپنی مولفات میں سند لی ہے اور ان ابواب خاص میں شیعوں کی کوئی تاریخ خلاف مذہب اہلسنت ہونیکے سبب رواج نہ پاسکے اسلیئے خلفاء ثلاثہ کے فتوحات مشہورہ کی نسبت یقین نہیں ہوسکتا کہ جو شیخیاں فتوحات کثیرہ کی مورخین نے بگھاری ہیں وہ بالکلیہ صحیح بھی ہوں دیکھو صدی اول میں ابی بن کعب اور ابوہریرہ حدیث سازی پر حضرت فاروق کے ہاتھوں پٹے تھے (از ابن عباس) دوم معاویہ نے ابوہریرہ۔ عمرو عاص۔ سمرہ بن جندب کو خدمت حدیث سازی پر معمور کیا اور فضائل شیخین و عثمان بنوا بنوا کر اُسکی تعلیم کے مدارس جاری کیئے۔ سوم صدی دوم میں محمد بن اسحاق صاحب مغازی اور واقدی صاحب فتوح الشام والمصر وغیرہ ایسے مشہور گذرے ہیں کہ جنہوں نے ہزارہا احادیث رسول اللہ پر بنا ڈالیں تو اُن اکذب الناس نے محامد شیخین میں کیا کچھ گلفشانیاں نہ کی ہونگی انکے علاوہ اور سیکڑوں نے احادیث بنا کر دو دو پیسے پر بیچ ڈالیں۔ (دیکھو موضوعات کبیر و موضوعات صغیر وغیرہ)

پس ایسی بودی بنیادوں پر جو جناب والا کو زعم ہے کہ کس کس وقت میں اسلام کو کیسی کیسی قوت ہوئی محض لغو اور مہمل ہے بلکہ یوں فرمائیے کہ وہ پاکیزہ اسلام جسپر فرشتے درود پڑھتے تھے وہ خلفاء ثلاثہ کی جہل و خود رائی کے سبب ایسا مکروہ اور گندہ ہوگیا کہ بد دماغ قومیں اُس سے مُنہ پھیرتی ہیں اور شیخین اہلسنت آریہ بن رہی ہیں جنمیں سے آپ ایک جاہل شیعہ کو پیش نہیں کرسکتے۔

یہ جو فرمایا گیا ہی کہ کس کس نے کیسے کیسے ملک فتح کیے تو اسکی نسبت یہ عرض ہی کہ آپ الامامۃ
میں بیان صفات عصمت اجماعی ملاحظہ فرمالیجیے کہ خلفاء ثلاثہ کے وہ جہادات مخالف قرآن و احادیث
ہونیکے سبب تاخت و تاراج اور ڈاکے تھے۔ دوم اسلام اور فتوحات کثیر میں ملازمت نہیں
بہت مسلمانوں اور کافروں نے بھی توسیع حکومت کیلئے جانیں لڑائی ہیں جیسے راجگان ہند
نے مسلمانوں کو مقابلہ میں اور فرانس نے جرمنی کے مقابلہ میں۔ سوم جبکہ ہماری کتب سے جناب
امیر علیہ السلام کا نزول آیہ وانذر عشیرتک الاقربین پر وصی و خلیفۂ رسول ہونا ثابت ہی
(معالم مسند احمد وغیرہ) جسکی تجدید کے لئے آیۂ یا ایہا الرسول بلغ الخ بمقام غدیر خم نازل
ہوئی تو شیخین کی خلافت خلافت غاصبہ تھی جو خدا اور رسول اور امام منصوص کے مخالف تھی۔
اور امام منصوص کی مخالفت کفر ہے (دیکھو فتح الباری۔ منہاج السنۃ وغیرہ) انہی بنیادوں پہ
شیعہ دعوے سے کہتے ہیں کہ خلفاء ثلاثہ کے جملہ اعمال منجر بہ کفر تھے۔ چہارم زمانہ حیات پیغمبر خدا
پچیس بلاد عرب فتح ہوئے تھے جنکی تفصیل الامامۃ میں موجود ہی اُن فتوحات میں سب سے
زیادہ کوشش کا حصہ جناب امیر کا تھا اُس سے جناب والا نے آنکھ بند کرلی۔ اور جنہوں نے
زمانہ رسول خدا میں نہ کوئی موضع فتح کیا نہ کسی موضع کے کافر کو مسلمان کیا نہ کسی دشمن
پیغمبر کو قتل کیا نہ کسی بت خانہ کو توڑا نہ جلایا سوائے فرار عن الجہاد کسی کافر کا مقابلہ نہ کیا
اور سرورکائنات کی بعد آپکی یکائی کے مالک بن گئے اُنکی خلافتوں کے آپ مداح بنے ہیں۔
اللہ تعالے آپکو فہم سلیم عنایت فرمائے۔

ارشاد منیر۔ میں نے جو مناقب و فضائل صحابہ لکھے ہیں از روئے آیات و احادیث
وغیرہ لکھے ہیں کبھی دیکھ لیجیے گا۔ انتہے بلفظہ۔ فقط   شرح دستخط

میرزا منیر الدین ضیاء

معروضۂ مستنیر۔ بھلا محامد قرآنی کہاں اور خلفاء ثلاثہ کہاں۔ ہاں بعض صحابہ
کے فضائل قرآن میں بیشک موجود ہیں۔ اُن سب میں ایمان کی شرط لگی ہوئی ہی لیکن آپ

اُن سب فضائل و شروط کو صرف خلفاء ثلاثہ ہی کا حصہ سمجھے ہوئے ہیں حالانکہ اُن عزیزوں نے اپنے حق میں فضائل قرآنی کا دعوےٰ نہیں کیا اور جو فی الحقیقت اُنکے فضائل قرآن میں کچھ بھی ہوتے تو وہ بنی ہاشم اور بالخصوص جناب امیرؑ اور جناب سیدہؑ کے معارضے کے وقت ضرور پیش کرتے البتہ اُنکے فضائل زمانہ معاویہ میں کثرت سے تصنیف ہوئے جو آجکل بکثرت کتب و احادیث و تفاسیر و تواریخ وغیرہ میں پائے جاتے ہیں لیکن ان موضوعہ احادیث میں بکثرت احادیث ایسی بھی ہیں کہ جنکی موضوعیت کا اقرار خود علماء اہلسنت کو ہوا اور وہ ردو قدح شائع ہوکر بازاروں میں بک رہی ہیں اگر یقین نہو تو موضوعات کبیر ملا علی قاری، موضوعات شوکانی، موضوعات سیوطی، موضوعات سبط ابن جوزی وغیرہ خرید کر کسی عربی داں عیسائی سے سمجھ لیجئے کیونکہ آپکو اُنکا ہی اعتقاد ہے پس اُنہی اکاذیب میں سے کچھ حصہ وراثۃً جناب والا کو پہنچا ہے جو جنگنامہ میں ٹھونسا گیا۔ مگر یقین جانیئے کہ ایسی جملہ احادیث و روایات مکذب خدا و رسول ہیں اُنپر عمل عثمانی بلکہ عمل مروانی فرمائیے۔

ارشاد مشیر کسی شخص کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خلفاء ثلاثہ نے مسلمان نہیں کیا یہ تو خلفاء کے کارناموں کا ادنےٰ جز ہے اس سے اعلےٰ پر نظر ڈالیئے حضرت کے وقت میں جو کوئی مسلمان ہوا وہ حضرت پر ایمان لاکر ہوا بعد حضرت کے جو خلفاء ثلاثہ سے ہوا اُس کی نظیر قیامت تک نہیں اور جو کچھ فتوحات تھیں وہ بھی نہ رہیں اگر اُنکے تفصیلی حالات دیکھیئے تو اعتراض (حق) نہ کرتے انتہےٰ محصلاً۔

معروضہ مستفسر۔ جناب والا نے یہ فقرہ سارے کرامت نامہ کو تمام کرنیکے بعد لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب والا کے نزدیک یہ فقرہ مناقب خلفاء ثلاثہ یا حقیقت مذہب اہلسنت کیلیئے کافی ہے ع ایں خیال است و محال است و جنوں۔ سوائے رنج آمیز کنایوں کے غالباً آپکے جملہ سوالات اور مافی الضمیر کا جواب دیچکا اب اس ارشاد میں دو باتیں قابل جواب معلوم ہوتی ہیں۔

پہلی بات یہ ہی کہ لوگونکا مسلمان کرنا یہ تو خلفاء کے کارناموں کا لونے جزو ہی اور شیعہ اسکے جواب میں لکھتے ہیں کہ خلفاء ثلاثہ کا لوگونکو مسلمان کرنا او خویشتن گم است کرا رہبری کند کا ہمدرجہ دعوے ہی وہ اپنے ثبوت دعوے میں تحریف قرآن ۔ کفار قریش کی مقتولان بدر پر نوحہ خوانی ۔ ندائے قتل محمد فادجعوا الی ادیانکم پیش کرتے ہیں جو بحوالہ اسناد و کتب اوپر درج ہو چکے جنسے ظاہر ہوتا ہی کہ خلفاء ثلاثہ اور اُنکے دوست اسلام اور بانی اسلام کے دشمن تھے اُن اسناد کی علاوہ نقل معاہدہ حضرت فاروق پیش کرتی ہیں جس سے کفر فاروق ہی نہیں بلکہ کفر خلفاء ثلاثہ ثابت ہوتا ہی ملاحظہ ہو۔

نقل معاہدہ حضرت فاروق با معاویہ

صاحب انوار النعمانیہ نے ابو بکر بلاذری کی تاریخ سے یہ معاہدہ اپنی کتاب موصوف میں نقل کیا ہی اور یہ معاہدہ اُس موقع پر ظاہر ہوا تھا کہ جب حضرت عبداللہ بن عمر نے شہادت امام حسین علیہ السلام اور ذلت و خواری اہلبیت اطہار پر یزید کی سرزنش کی تھی ۔ چونکہ آپ خلیفہ موصوف کے فرزند اکبر تھے ۔ دوم آپنے جناب امیرؑ سے بیعت نہ کی تھی بلکہ تین لاکھ درہم لیکر یزید سے بیعت کی تھی (کامل ابن اثیر) پس ان خصوصیات و اخلاص کے سبب یزید نے از دار ابن رازدار جانکر انکے باپ کی اُس معاہدہ کی نقل بھیجدی جو حضرت فاروق نے معاویہ سے کیا تھا تاکہ وہ اپنے تئیں بے خطا ثابت کرے وھو ھذا

پس لکھ بھیجا یزید نے عبداللہ ابن عمر کیطرف جو اُنکے باپ نے معاویہ کو لکھ بھیجا تھا جان تو اے معاویہ بیشک محمد بہتان لائے اور دروغ اور منع کیا ہمکو لات و عزے سے اور ہمارا منہ کعبہ کیطرف اس وہم سے پھیرا کہ وہ قبلہ اسلام ہی پس یہ تھا نہایت غلو و علو اُنکا اور اُنکی مہارت جادو میں ایسی تھی کہ

فبعث الی عبد اللہ ابن عمر الکتبۃ ابوہ الی معاویۃ ھذا اتھمد من عمر بن الخطاب الی معاویۃ ابن ابی سفیان اعلم یا معاویۃ ان محمدا قد جاء بالافک والسحر و منعنا من اللات و العزی و حول وجوھنا الی الکعبۃ التی یوھم انھا القبلۃ الاسلامیۃ فکان ھذا من

وہ آواز عیسے و موسے کو ٹھنڈا کر دی تھی اور
کافہ بنی اسرائیل کو۔ اور ہم ویسے ہی رہے جیسے
پہلے تھے اور نہیں چھوڑا ہمنے لات و ہبل کو جب
محمد مر گئے تو روند ڈالا ہمنے اپنی چالیس جتھے
والونکی ہمراہی سے اور ہمنے گواہی دی کہ امام قریش
سے ہونگے اور معزول کیا ہمنے علی کو خلافت سے جو
اُسکو پیغمبر نے سونپ دی تھی اور اُسکے لیے مخصوص
کر دی تھی پھر ہمنے مشکیں کسا لیں اُسکی اور
نکال لائے ہم اُسکو اُسکے گھر سے اور لائے ابوبکر کی
بیعت کیلئے درحالیکہ ہم ظاہر کرتے تھے سنت محمد کو
تاکہ نہ بھاگ جائیں لوگ ہم سے لیکن باطن میں ہمارا
امر ویسا ہی تھا جیسا ہم پہلے سے تھے پھر اُسکے بعد ہمنے
انتقام لیا اُسکی یعنی محمد کی اولاد اور ذریت سے
حسب لیاقت اور اپنی قدرت کے مطابق اور خبردار
ہو تو اے معاویہ میں وصیت کرتا ہوں میں تجھے کہ نہ
سستی کرے تو اُس کام میں اور قتل کر تو اُسکی
اولاد کو اور اُسکے پوتوں کو جو ہاتھ لگ جائیں اور
تیری قدرت میں آجائیں اور اگر تجھے قدرت
نہو سکے گروہ کے استیصال کی بخوف اسکے کہ
لوگ نفرت کریں تجھ سے اور تجھ سے دور ہو جائیں
اور تجھ پر خروج کریں تو تو باطنا اُس کام کا کرنیوالا رہ

غایته غلوه وعلوه ومحاربته فی السحر
ببرد انه علی موسیٰ وعیسیٰ وکافة بنی
اسرائیل ونحن علی الذین کنا قبل ذلک
وما ترکنا اللات والهبل ولما توفی محمد
تواطبنا مع اربعین من اهل نحلتنا وشهدنا
انه قال الائمة من قریش وعزلنا علیا
من الخلافة التی فوضها الیه وجعلها
مخصوصة له ثم کتفنا واخرجنا به الی
ابی بکر وامرنا الناس ببیعته وکنا نظهر
لسنة محمد لئلا یحرب الناس عنا ولکنا فی
باطن الامر علی الذین کنا قبل ذلک ثم
بعد ذلك انتقمنا من اولاده وذریته
علی حسب طاقتنا وقدرتنا واما انت یا
معاویه فاوصیك ان لا تسامح فیها و
اقتل من اولاده واحفاده ما اقتصر الیه
یدك وقدرتك ولم تقدر علی استیصاله
خایفا خوفا من تنفر الناس وتباعدهم
منك وخروجهم علیك لکن فی باطنه
علی ذبحهم وازالتهم عن مقامهم واسقاط
مراتبهم ولا تذهب محبة اللات و
العزی عن قلبك فانها طریقتنا وطریق

تاکہ تو اُن کو دفع کر سکے اور گرا دے تو اُنکو | اٰبائنا وانا علیٰ اٰثارھم مقتدون۔
اُنکے مقام سے اور اُنکے مرتبوں میں کمی کر سکے اور محبت لات و عزیٰ کی دل سے نہ نکال بیشک وہی ہمارے
اور ہمارے آباء کے طریق کے لیئے ہیں اور ہم اُنہی کی نشانیوں کی پیروی کرنیوالے ہیں انتہٰی محصلاً۔

ازالۃ الخفاء مقصد دوم کے صفحہ ۹۹ میں حضرت ابوبکر کی نسبت پیغمبر خدا نے
فرمایا قسم ہے اُسکی جسکے قبضہ میں میری جان ہے، | والذی نفسی بیدی الشرک
اے ابوبکر تم میں شرک چیونٹی کی چال سے | فیکم اخفیٰ من دبیب النمل۔
زیادہ چھپا ہوا ہے انتہٰی محصلاً۔

پس جبکہ بڑے حضرت میں بشہادت معصوم شرک پایا جانا اور منجھلے حضرت کا خود اقرار بت پرستی
کرنا اور چھوٹے حضرت کا اُنکے قدم بقدم ہونا اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ خلفاء ثلثہ ایمان
واسلام سے محروم تھے اور ان حضرات کے کفر و نفاق کی خبر توریت یشعیانبی کی کتاب باب ۵۱، ۵۲
میں اُس موقع پر ہے جہاں آنحضرت کی پیشین گوئیاں درج ہیں جنکو میں نے بھی بچشم خود دیکھا ہے۔
وہ آیات یہ ہیں:۔

۱۔ دیکھو میرا بندہ اقبالمند ہوگا ۲۔ وہ کونپل کی طرح خشک زمین میں سے پھوٹ نکلا ہے۔
۳۔ اور نہایت ستایا گیا۔ ۴۔ اور غمزدہ ہوا تو بھی اُسنے اپنا مُنہ نہ کھولا۔
۵۔ اور وہ اپنی نسل کو دیکھیگا۔ ۶۔ اور عمر دراز ہوگی۔
۷۔ اور خدا کی مرضی اُسکے ہاتھ بر آئیگی۔ ۸۔ وہ لوٹ کا مال زور آوروں کے بانٹے گا۔
۹۔ اور وہ اپنی جان کا دکھ اُٹھا کر سیر ہوگا۔ ۱۰۔ اور اُسکی قبر شریروں کے بیچ میں ہوگی۔

یہ تمام پیشین گوئیاں پیغمبر خدا پر پوری منطبق ہوتی ہیں۔
۱ یعنی آپکا اقبالمند ہونا ۲ زمین خشک مکہ سے نشو و نما پانا ۳ ستایا جانا ۴ مصائب قریش
وغیرہ اُٹھا کر انکار اعدا پر قائم رہنا ۵ تھوڑے زمانہ میں جبکہ خداوند عالم آپکو مطیع اسلام
بنا لینا ۸ غنیمت جو کسی پیغمبر کیلیئے حلال نہوتی تھی اُسکا حلال ہونا اور آنحضرت کا تقسیم فرمانا۔

۷۔ مرض موت میں پیغمبر خدا کو زہر دیا جانا جیسا کہ بخاری و مسلم وغیرہ میں ہے۔

پس یہ سب باتیں آنحضرت کی حالات و واقعات پر منطبق ہوتی ہیں اور شیخین کی قبروں کے بیچ میں آنحضرت کی قبر بھی ہے جو متواترات سے ہے۔ صدق اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید و من الناس من یقول اٰمنّا باللہ و بالیوم الاٰخر وما ھم بمؤمنین (سورۂ بقر) یعنی جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے وہ مومن نہیں ہیں۔

الغرض میرے نزدیک شیعہ کا یہ اعتراض ایسا مستحکم ہے کہ ہمارا فریق اسکا سچا اور واجبی جواب قیامت تک نہ دے سکیگا۔

دوسری بات قابل جواب یہ ہے (کہ جناب امیرؑ کی خلافت میں) اور جو کچھ فتوحات تھیں وہ بھی نہ رہیں۔ اس کی نسبت یہ عرض ہے کہ جناب والا دریافت فرمائیں کہ حضرت امیر علیہ السلام کی خلافت میں امن قائم نہ رہا تو اُس زمانہ میں فسادی کون لوگ تھے آیا وہ کافر تھے یا مومن۔ عرب کے تھے یا عجم کے اور وہ مقامات کافروں نے چھینے یا مصنوعی مسلمانوں نے چونکہ اُن فسادات کے بھی بانی و موجد خلفاء ثلاثہ ہی تھے اس لئے اب ہم اسکی کسی قدر وضاحت کرتے ہیں۔

اسمائے تباہ کنندگان خلافت جناب امیرؑ

خلافت جناب امیر علیہ السلام کے دو قسم کے اراکین ہیں ایک اراکین ظاہر۔ دوسرے اراکین باطن۔ اور ان دونوں قسموں میں خلفاء ثلاثہ شریک ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

اراکین ظاہر

۱۔ حضرت عائشہ خلیفۂ اوّل کی بیٹی ۲۔ حضرت حفصہ خلیفۂ دوم کی بیٹی ۳۔ ام حبیبہ ابوسفیان کی بیٹی معاویہ کی بہن ۴۔ عبداللہ و عبیداللہ پسران خلیفۂ دوم۔ ۵۔ طلحہ خلیفۂ اول کے بھتیجے۔ ۶۔ زبیر بن العوام خلیفۂ اوّل کے داماد۔ اور انکے فرزند عبداللہ جنکی خلافت کیلئے حضرت عائشہ نے جنگ جمل قائم کی ۔ ۷۔ اشعث بن قیس کندی یمنی خلیفۂ اوّل کے بہنوئی اُمّ فروہ کے شوہر

۸۔ سعد بن ابی وقاص لوہار خلیفۂ دوم کے سپہ سالار۔ ۹۔ عبداللہ بن عامر حاکم بصرہ خلیفۂ سوم کے خالہ زاد بھائی ۱۰۔ ولید بن عقبہ بن معیط کلال حضرت فاروق کے سالے۔ ۱۱۔ عبداللہ بن سعید بن اسرح خلیفۂ ثالث کے برادر رضاعی ۱۲۔ عمرو عاص حاکم مصر ۱۳ یعلی بن منیہ حاکم یمن امیر عثمانی ۱۴۔ مروان طرید رسول خلیفۂ ثالث کے بہنوئی اور دستور المعظم۔ ۱۵۔ معاویہ بن ابی سفیان حاکم شام امیر خلیفۂ دوم و سوم۔ ان کے علاوہ اور بنی امیہ وہواخواہان خلیفۂ دوم و سوم جو سب کے سب دست بوس بنی امیہ تھے پس یہ سب تباہ کنندگان خلافت جناب امیر علیہ السلام ہیں اور ان میں سے جملہ مرفہ الحالی اور بعض کی حیثیت رئیسانہ اور قوت شاہانہ تھی اور وہ صاحب حشم و خدم والی طبل و علم تھے پس ان سب رضی اللہ عنہم نے خلافت ہی کا نہیں بلکہ اسلام ہی کا خاتمہ کر دیا۔ اس خلافت کی خرابیوں کے امثلہ دنیا میں بکثرت ہیں۔

الغرض جب کسی سلطنت میں ایسے دغاباز بے ایمان نمک حرام جمع ہو جایا کرتے ہیں تو گو بادشاہ میں سلطنت کرنے کی قابلیت بھی ہو مگر تاہم وہ سلطنت برباد ہو جایا کرتی ہے۔

اراکین باطن

اس گروہ میں وہ لوگ ہیں کہ جنکے عزیز قریب اور احباب یا اولاد۔ برادر وغیرہ بدر۔ احد۔ خندق۔ خیبر۔ حنین۔ تبوک۔ سرایا میں قتل کیے گئے تھے۔ جنکے قتل کا زیادہ حصہ جناب امیرؑ کے دست حق پرست پر ہوا تھا۔ اور وہ سب منافق صحابہ رسول خدا کے دشمن اور جملہ بنی ہاشم کے خون کے پیاسے اور طالب قصاص تھے۔ اُن میں اراکین ظاہر کے افراد بکثرت شریک تھے مثلاً حضرت فاروق کہ انکے حقیقی ماموں بدر میں قتل ہوئے ابوسفیان کہ ایک کئی بھائی اور بیٹے اور عزیز قتل ہوئے معاویہ انکا نانا عتبہ بن ربیعہ اور معاویہ کا ماموں یعنی ہند کا باپ اور بھائی بدر میں قتل ہوئے۔ حضرت عثمان ان کے کئی عزیز قتل ہوئے۔ حضرت ابوبکر کے بعض دوست بدر میں قتل ہوئے سعد بن ابی وقاص کے بعض رشتہ دار

قتل ہوئے جنگ بدر کے تمام مقتولین میں ۷۲ آدمی جن میں زیادہ تر بنی امیہ تھے حضرت جناب امیرؑ کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے۔ اور باقی اور حضرات شمشیر آبدار سے قتل ہوئے۔ اسی طرح مقتولان بنی قریظہ جو سات سو آدمی ایک دن میں بجرم بدعہدی قتل ہوئے جن میں سے نصف جناب امیر کے دست حق پرست سے داخل دار البوار ہوئے۔ دوسرے وہ لوگ جو پیغمبر خدا یا جناب امیر کے ہاتھوں حدود شرعیہ کے سزا یافتہ تھے جیسے حضرت فاروق و عبد اللہ بن سعید بن ابی اسرح حضرت عثمان کے برادر و مسطح حضرت ابوبکر کے خالہ زاد بھائی و حسان بن ثابت تو اسی طرح اور بکثرت صحابہ۔ تیسرے وہ لوگ جو جلاوطن کیے گئے مثلاً بنی النضیر جنکی سفارش عبد اللہ بن ابی نے کی مگر انکی صرف جان بخشی ہوئی اور جلاوطنی برقرار رہی چوتھے مندروں اور معبدوں کے متولی جو اپنی موروثی جائدادوں اور معاشوں کے ضبط ہونے اور چڑھاوے اور قربانیوں کے بند ہونے سے محتاج اور تبدیل مذہب سے بے وقار اور معبودان باطل کی شکستہ ہونے اور انہدام دیولوں کے سبب نعل در آتش تھے۔ پانچویں مختلف مقامات کی قبائل پجاریان اصنام وغیرہ تھے جنکے اسماء کی کسی قدر تفصیل کتاب رسوم جاہلیت مؤلفہ مولوی نجم الدین صاحب سیوہاری مصنف سیرۃ الشافعی مطبوعہ اسٹیم پریس لاہور کے صفحات ۱۵ تا ۷۰ سے کرتے ہیں۔

۱۔ بنی خزاعہ اور تمام قریش کے پجاریان اساف۔ نائلہ۔

اساف مقام صفا پر تھا اور نائلہ مروہ پر۔ انکے نام پر قربانیاں ہوتی تھیں۔

۲۔ بنی کلیب پجاریان وَدّ۔

یہ دومۃ الجندل میں نصب تھا اور بنی عذرہ اور بنی عامر کے بہت سے لوگ انہدام دیول کے سبب خالد بن ولید سے لڑکر بزمانۂ پیغمبر مارے گئے۔

۳۔ بنی لحیان اور بنی مضر اور بنی ہذیل پجاریان سواع۔

۴- بنی مذحج اور اہل جرش پجاریان یغوث۔
یہ بُت رانگ کا تھا۔

۵- اہل ہمدان اہل یمن پجاریان یعوق
یہ بت قریہ خیوان میں نصب تھا جو صنعا سے دو دن کے فاصلہ پر تھا اور انکے علاوہ اور قومیں بھی اسکی پوجا کرتی تھیں۔

۶- قوم حمیر اور اسکے علاوہ مضافات حمیر کی قومیں پجاریان نسر۔

۷- بنی خزاعہ اور بنی ہذیل بلکہ جملہ عرب پجاریان مناۃ۔
یہ بُت مکّہ اور مدینہ کے درمیان بمقام قدید سمندر کے کنارہ پر تھا سنہ ۸ ہجری بزمانہ فتح مکّہ جناب علیؑ کے ہاتھوں تباہ و تاراج ہوا تھا۔ قبائل اوس و خزرج اسکی بہت تعظیم کرتے تھے۔

۸- بنی ثقیف پجاریان لات۔
یہ مربع پتھر کا دیو اُس جگہ نصب تھا جہاں اب طائف کی مسجد کا بایاں منارہ ہے۔ تمام بُت پرستان عرب اسکی عزت کرتے تھے اور یہ مغیرہ بن شعبہ کے ہاتھوں منہدم ہوا۔ اس دیول میں آگ لگا دی گئی تھی۔ بنی تیم و عدی بھی اس کے پجاری تھے۔ جو خلیفۂ اول و دوم کے قبیلے تھے۔

۹- بنی شیبان بلکہ جملہ بُت پرستان قریش و عرب پجاریان عزّیٰ۔
قریش نے اس بُت کے نام پر وادی حراض کی اراضی وقف کر رکھی تھی اور اس بُت کی قربان گاہ کا نام غبغب تھا۔ جیسی عزت اس بت کی تھی ویسی اوروں کی نہ تھی۔ ظالم بن اسعد نے ذات عراق سے نو میل کے فاصلہ پر نخلۂ شامیہ میں اسکو نصب کیا تھا۔ خالد بن ولید نے بحکم پیغمبر اس کا نام مٹا دیا۔

۱۰- جملہ قریش پجاریان ہبل۔
یہ بُت بشکل انسان عقیق سُرخ کا تھا اور ہاتھ ٹوٹ جانے کے سبب سونے کا بنا رکھا تھا

ازلام یعنی جوئے کے پانسے اسی بُت کے پاس رہتے تھے۔ خانہ کعبہ کے اور بتوں کے ساتھ یہ بھی فی النار کر دیا گیا۔ حضرت فاروق بھی اسکے پجاری تھے

۱۱۔ قبیلہ دوس پجاریان ذوالکفین۔

حضرت ابوہریرہ اسی قبیلہ کے تھے۔ عمرو بن ودسی نے بحکم آنحضرت اس بُت کو جلا دیا۔

۱۲۔ بنی حارث بن یشکر جو قبیلۂ ازد سے تھے پجاریان ذوالشریٰ۔

۱۳۔ بنی قزاعہ ولخم وجذام وعاملہ وغطفان پجاریان قیصر۔

۱۴۔ قبیلۂ مزینہ پجاریان نہم

اس بُت کے پجاری خزاعی بن عبد نہم نے اسکو باپائے سرور کائنات توڑا۔

۱۵۔ بنی عنـنـزہ پجاریان سعیر۔

اسکے نام پر قربانیاں بہت ہوتی تھیں۔

۱۶۔ بنی بکر بن وائل پجـاریان عوض۔

۱۷۔ بنی دسی وبنی خثعم وبنی بجیلہ پجاریان ذوالخلصہ۔

یہ بت مکہ سے سات دن کی فاصلہ پر مدینہ کی درمیان سنگ سفید کا تھا بحکم آنحضرت خاکستر کیا گیا۔

۱۸۔ ان بتوں اور بت خانوں کے علاوہ **هناف سعـد۔ منات۔** ثالی وغیرہم کے پجاری تھے چونکہ ان جملہ پجاریوں کے افراد کثیر خلفاء ثلاثہ کے ممنون ومشکور تھے کیونکہ ان صاحبوں نے ان اقوام و قبائل کے افراد میں سے کسی کی نکسیر بھی نہ پھوڑی تھی اور نہ ان کے کسی بُت وبت خانہ کو توڑا تھا۔ نہ جلایا تھا۔

پس ان جملہ پجاریوں اور انکے متوںیوں کے بقیۃ السیف لوگوں اور اراکین ظاہر کے افراد کے اجماع سے پہلے خلافت غصب کی گئی اور منظر انجام بنی ان ہی دشمنان بنی ہاشم کو مالدار اور بعض کو عہدہ دار بنا دیا گیا۔ پس جناب امیرؑ کی خلافت ظاہری

انہی اجماعی اثرات سے برباد ہوگئی۔ اور یہ ان ہی عداوتوں کا نتیجہ تھا کہ بنی فاطمہ وسادات علویہ بلکہ جملہ پیروان عترت صدیوں عامل بہ تقیہ رہے۔ پھر بھی جب موقع ملا اُن اقوام وقبائل کی نسلوں نے شیعوں کو تباہ و برباد کیا۔ بلکہ دیواروں تک میں چُن دیا۔ اور آج تک بھی بعض اہلسنت کا یہی برتاؤ سادات بنی فاطمہ کے ساتھ ہے۔ یہ موانعات تھے جو جناب امیر علیہ السلام کے خلیفہ ہونے پر بھی عرب کے بعض اقطاع تحت خلافت نہ رہے تھے اور مسلمانوں نے چھینے تھے۔

نکتہ:۔ مذہب کی تبدیلی آسان امر نہیں۔ حالانکہ مذہب کی کوئی تنخواہ نہیں پاتا۔ مگر فدائی ہوتا ہے۔ پس چند سال وماہ کے اندر اُن تمام جاہل متوتیوں اور بچاریونکا دل سے مطیع اسلام ہوجانا فی الحقیقت عقل و عادات انسانی کے خلاف تھا۔ لہذا شیعونکا جو یہ دعویٰ ہے کہ بعد سرورکائنات چند ہی مومن زندہ تھے باقی جملہ منافق تھے یہ بالکل سچ معلوم ہوتا ہے مگر اپنے مذہب کی مجبوری سے اس بدیہی راز کو زبان سے نہیں نکال سکتے اور اس دعوے کا ثبوت قرآن واحادیث سے ہویدا ہے۔

بعض مقامات پر کچھ الفاظ زبان قلم سے بے اختیاری میں سخت نکل گئے ہیں اخلاق بزرگانہ سے امید ہے کہ معاف فرمائے جائیں گے۔ مزاج وہاج سے مطلع فرمایا جائے فقط آداب نیاز قبول ہو۔ خدا حافظ و ناصر۔

العبد

احمد سلطان خاور گورگانی مصطفوی چشتی

۲۸ صفر ۱۳۲۹ہجری